ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء
۲۴ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ: قَالَ: "جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخر رات کے درمیان میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ امام ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا۔ اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ یَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰی بِدَعْوَةٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهَا، اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اِذًا نُكْثِرُ قَالَ: "اَللّٰهُ اَكْثَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَزَادَ فِیْهِ اَوْ یَدَّخِرَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جو اللہ تعالےٰ سے کوئی دعا مانگے مگر یہ کہ حق تعالےٰ اس کو وہی چیز عطا فرما دیتا ہے یا اس سے اسی کے مانند کسی برائی کو دور کر دیتا ہے۔ جب تک کہ کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرے تو قوم میں سے ایک شخص بولا۔ کہ اب تو ہم دعا کثرت سے مانگیں گے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ بھی تمہارے سوالوں کا بہت زیادہ پورا کرنے والا ہے (ترمذی) اور کہا حدیث حسن ہے اور حاکم نے ابو سعید کی روایت سے اس کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اس کی دعا کے برابر ثواب کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا رکھتا ہے۔

ف:- ذخیرہ احادیث میں آداب دعا کو بھی بیان کیا گیا ہے، جن کی تفصیل تو اس مقام پر مشکل ہے۔ مگر چند ضروری مسائل حسب ذیل ہیں۔

اولاً کھانے پینے لباس اور کمائی میں حرام سے اجتناب کرنا۔ اور دعا کو خالص اللہ رب العزت سے مانگنا اور پاکی و نظافت کے ساتھ باوضو ہونا۔ اور ساتھ ہی ساتھ استقبال قبلہ بھی کرنا اور اول و آخر اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کی جائے اور ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھانا اور ان کا کھولنا اور ادب و خضوع وخشوع کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں اپنی درخواست پیش کرنا۔ اور یہ کہ اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کے ساتھ دعا مانگی جائے اور اپنی نظروں کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے اور انبیاء کرام اور نیکوکار بندوں کو بارگاہ رب العزت میں وسیلہ بنائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ اور ان دعاؤں کو اختیار کرے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور کم سے کم ہر دعا کو تین تین مرتبہ مانگے۔ اور احادیث بالا کے اندر جو اور شرائط بیان کی گئی ہیں۔ ان کا بھی لحاظ رکھے جب ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ رب العزت سے دعا مانگے گا تو امید ہے۔ کہ قبول کی جائے گی۔ (واللہ اعلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُتِبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ: اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْ یُكَذِّبُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرِوَایَةُ الْبُخَارِیِّ مُخْتَصَرَةٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ابن آدم (انسان) پر حرامکاری کا ایک حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ جس کو وہ یقینی طور پر پا لیتا ہے۔ لہٰذا آنکھیں۔ تو ان کا زنا (غیر عورت کی طرف) دیکھنا ہے، اور کان تو ان کا زنا (شہوت انگیز باتوں کا) سننا ہے۔ اور زبان کا زنا، تو اس کے بارے میں گفتگو کرنی اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، اور پیروں کا زنا، (کسی اجنبیہ عورت کی طرف) چل کر جانا ہے، اور دل تو وہ حرام کاری کی آرزو اور چاہ کرتا ہے، اور شرمگاہ اس چیز کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے (بخاری ومسلم) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔ اور بخاری کی روایت اس سے مختصر ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِیَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ" قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ، نَتَحَدَّثُ فِیْهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ" قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰی، وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ

(باقی صہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۲۴ رجمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۲۱

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۶۷ء کا دن وہ دن ہے۔ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق عتیق اور خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس دارِ فانی سے عالم جاودانی کو سفر فرمایا۔ اور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہو کر رفیق قبر بننے کا بھی شرف پایا۔

امت مسلمہ کا کوئی فرد اگرچہ حضرت صدیق اکبرؓ کے نام نامی سے بے خبر نہیں مگر آپ کے بے نظیر خصائص و کمالات سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ کتابوں میں طالب علموں کو مجملاً آپ کے اجمالی حالات کے مطالعہ کا موقعہ تو ملتا ہے لیکن تفصیلی حالات نہ اساتذۂ مدارس بیان کرتے ہیں نہ منبر و محراب سے ان پر موثر انداز میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام کو سوائے حضرت ابوبکرؓ کے نام کے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس ترقی و تہذیب کے دور میں جب کہ ہر قوم اپنے مشاہیر کے کارناموں کو روشناس کرا کر قومی تعمیر و ترقی کے چراغ روشن کرتی ہے۔ ہم لوگ اپنی اس جلیل القدر شخصیت کے فقید المثال کارناموں سے بے خبر ہیں جس سے بہتر انسان پر ماسوائے انبیاء کے آج تک آفتاب طلوع نہیں ہوا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوّت و رسالت کی کسی تامل کے بغیر تہِ دل سے تصدیق کرنے والے ہیں۔ آپ کا کردار زمانۂ جاہلیّت میں بھی ہر لحاظ سے پاکیزہ اور بلند رہا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ عرب کے اس وقت کے غلیظ و مشرکانہ ماحول میں پروان چڑھ کر بھی آپ نے نہ شراب کو ہاتھ لگایا، نہ بت پرستی کی، نہ رذائل و مکروہات کے قریب گئے بلکہ اپنی قوم میں معزز و ممتاز رہے تو یقین کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بچپن ہی سے اس عظیم رفاقت کے لئے منتخب کر لیا تھا جس کا ایک ایک لمحہ وقت کی کڑی آزمائش کے ساتھ ساتھ انسانیت کی معراج کا بھی آئینہ تھا۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ کی ذاتِ قدسی صفات جب اعلانِ توحید پر اس عظیم رفاقت کو پورے خلوص سے قبول کر چکی تو پھر ایک ایک آرزو شمعِ نبوت کا پروانہ بن کر رقص کرنے لگی۔ فکر و نظر کی ہر موج جذبۂ سرفروشی کے ساتھ راہِ نبوت کے کانٹے چننے میں منہمک ہو گئی۔ قلبِ مومن کی ہر دھڑکن آوازِ رسالت پر ہمہ تن گوش رہنے لگی اور زندگی تمام وسعتوں کے ساتھ صرف ؏

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

کے نغمۂ جانفزا میں ڈھل کر کائنات پر محیط ہو گئی۔ جب زبانِ الہام سے ہجرت کا فرمان سنا تو اسلام کا یہ پہلا مقدّس فدائی سب کچھ اللہ پر چھوڑ چھاڑ کر حضرت صادق المصدوق علیہ السلام کے ساتھ رات کے اندھیرے میں وطن سے نکلا۔ سامنے جبلِ ثور کی سنگلاخ زمین اور تین میل کی عمودی چڑھائی کی مشکلات کا احساس کیا تو جنابِ رسالتمآبؐ کے جسمِ اطہر کو اپنے نحیف کاندھوں پر اٹھا لیا اور غارِ ثور تک لے پہنچا۔ یاد رکھئے یہ وہ بارِ نبوّت ہے جس کا حضرت صدیقؓ کے سوا کوئی انسان متحمل نہیں ہوا۔ پھر ایثارِ مال کی ہمت آزما ساعت آئی تو کل اثاث البیت پائے نبوّت پر ڈال دیا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایامِ علالت میں آپ ہی کو امت کی امامت کا حکم دیا۔ اسی لئے حضورؐ کے وصالِ قدسی کے بعد انصار و مہاجرین نے آپ ہی کو خلیفۂ رسول منتخب کیا۔ خلافت کی ابتدا ہی میں فتنۂ ارتداد و مانعین زکوٰۃ پوری شدّت سے اٹھا اور نبوّتِ کاذبہ کے داعیوں نے عرب کے عوام کو بغاوت پر اکسا دیا۔ اس قیامت خیز ساعت میں حضرت صدیق اکبر نے بقول محدثین و مورخین عزیمتِ انبیاء کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور جب حالات کے رخ سے پردہ اٹھا تو سلطنت اسلامی کا ذرہ ذرہ حضرت صدیق اکبرؓ کے نورِ ایمان اور نظرِ فراست سے جگمگا رہا تھا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر قرآن حکیم شاہد ہے اور احادیثِ نبویہ کا پاک ذخیرہ بھی .... یہاں تک کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر کسی کو فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے۔

یہاں نہ تو سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل کا احاطہ ممکن ہے نہ آپ کے کارناموں کو ہم تفصیل سے بیان کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے کتابیں بھی موجود ہیں اور اہل قلم کے مضامین بھی رسائل و جرائد میں چھپتے رہتے ہیں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ یوم صدیق اکبرؓ جس کے منانے کی تحریک بعض اداروں کی

(باقی صـ۶ پر)

مجلس ذکر

۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۶۷ء

اللہ والوں کے نقشِ قدم پر چل کر ہی انسان ولی بن سکتا ہے

از جانشینِ شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:- اما بعد- فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔

بزرگانِ محترم! ارشاد باری ہے کہ جو لوگ اللہ کے ہو رہے اور اپنا ساتھی دوست، مددگار اور محافظ سب کچھ اللہ ہی کو سمجھ بیٹھے یہ لوگ ہر قسم کے ڈر اور خوف سے چھوٹ گئے اور اللہ کی دوستی اس طرح حاصل ہوتی ہے۔ کہ اس پر ایمان لاؤ۔۔۔ اور یقین کرو کہ اس کے سوا نہ کوئی معبود بن سکتا ہے، نہ رب ہو سکتا ہے اپنا تعلق فقط اُسی سے رکھو اور دوسری چیزوں سے صرف اتنا ہی تعلق پیدا کرو جتنی کہ اُس نے اجازت دی ہے مگر دل کا تعلق اور کنکشن ہر گھڑی اللہ ہی سے جُڑا رہے۔ اس یقین سے تقویٰ حاصل ہوگا اور انسان ہر وقت اس کوشش میں لگا رہے گا کہ جس بات سے اللہ نے منع کر دیا ہے اس کے پاس تک نہ جاؤں اور جس کام کی بابت معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ نے اس سے روکا ہے اُس سے فوراً رُک جاؤں۔ ایسا شخص ہمارا یقین ہے کہ دنیا میں بھی بے فکر رہیگا اور آخرت میں بھی چین و آرام سے رہیگا اُسے کوئی حزن اور غم نہیں ہوگا۔

محترم حضرات! بزرگوں اور کاملین بارگاہ الٰہی کے ارشادات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ولایت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان توحید و اخلاص کو حاصل کرے۔ اور اس کے حصول کا طریق یہ ہے کہ موحدین و مخلصین کا دامن پکڑ لیا جائے۔ اُن اللہ والوں اور مخلصین کا دامن جن کو یہ دولت توحید و اخلاص سینہ بہ سینہ ملی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ اُن حضرات صوفیاءِ کرام اور اولیاء اللہ کی سندیں اور ان کا سلسلۂ طریقت صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بجلی کے تار میں کسی جگہ خرابی ہو تو کرنٹ آگے گزرنے کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کا سلسلہ بھی جہاں ٹوٹ جاتا ہے وہیں سے سلسلے کی برکات منقطع ہو جاتی ہیں اور روحانی کرنٹ آگے گزرنا رُک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کو صحیح سلسلے والے بزرگانِ دین سے منسلک ہونے اور فیوض باطنی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور روحانی کرنٹ سے روشن ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

یاد رکھیئے! ولائت کوئی معمولی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاءِ کو دوستی اور ولایت کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے اور حق تعالیٰ سبحانہٗ ان کی اس قدر پاسداری فرماتا ہے کہ ان کے دشمنوں کو اپنا دشمن قرار دیتا اور ان کے لئے ذلت و نامرادی مقدر کر دیتا ہے۔ چنانچہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

جس نے میرے ولی کی دل آزاری کی اور حق تلفی کی میرے ساتھ اُس کی جنگ ہے اور ظاہر ہے جس کے ساتھ اللہ کی جنگ ہو۔ وہ کیوں کر معزز و بامراد ہو سکتا ہے۔ اللہ کی دشمنی دنیا میں بھی رسوا کرے گی اور آخرت میں بھی بربادی و ذلت اس کے لئے یقیناً مقدر ہوگی۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اللہ والوں کی مخالفت سے بچائے اور اپنے اولیاء اور محبوب بندوں کی جوتیوں میں بیٹھ کر یاد خداوندی و تقویٰ شعاری کی توفیق دے۔ آمین

ہمارے سلسلے کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہمارے شجرے میں ان کے کافی بعد آتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے نبی کے نام سے پکارا جائے گا، اے امت موسیٰ! اے امت عیسیٰ! اے امت محمدیہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر اللہ تعالےٰ کے دوستوں سے کہا جائے گا "اے خدا کے اولیاء! خدا کے پاس آؤ — اُس وقت اُن کے دل خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے

ظاہر ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنی ولائت کا تمغہ عطا فرما دے اُنہیں اور کیا چاہیئے اور ایسے اللہ کے محبوب بندوں کو حزن و غم کیونکر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور اس کی برکت سے تمغۂ ولائت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء

قیامت کے دن کے پانچ سوالات

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث شریف میں آتا ہے :-
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُسْئَلُ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَ عَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ وَ عَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَ مَا ذَا عَمِلَ فِیْھَا عَلِمَ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن انسان کے قدم نہیں ہٹیں گے (یعنی دربارِ الٰہی سے) یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے۔ (یعنی پانچ چیزوں کا انسان سے جواب لیا جائے گا) (پہلا سوال) عمر کے متعلق ہوگا کہ عمر کس کام میں صرف کی تھی (دوسرا سوال یہ ہوگا) کہ جوانی کس کام میں صرف کی تھی؟ (تیسرا سوال یہ ہوگا) کہ مال کس ذریعہ سے حاصل کیا کرتا تھا؟ (چوتھا سوال یہ ہوگا) کہ کس جگہ صرف کرتے تھے، اور (پانچواں سوال یہ ہوگا کہ میری شریعت کا) جو علم تمہیں پہنچا تھا اس کے متعلق کیا عمل کرکے آئے ہو؟

بزرگانِ محترم! رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک سے پتہ چلا کہ قیامت کے دن انسان سے پانچ سوال کئے جائیں گے اور انسان کے قدم اس وقت تک دربارِ الٰہی سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ ان پانچ سوالات کا جواب اُس سے نہیں لے لیا جائے گا۔ پس ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارکہ کی روشنی میں ان سوالات کی تیاری کرکے دنیا سے جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے روبرو شرمندگی و رسوائی نہ اٹھانی پڑے اور جہنم کا ایندھن نہ بننا پڑے۔

پہلا سوال

ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہے کہ عمر کے متعلق ہوگا کہ عمر کس کام میں صرف کی۔ ظاہر ہے ہر شخص کا جواب اس سلسلے میں مختلف ہوگا۔ کوئی شخص کہے گا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ سب سے بڑا زمیندار بن جاؤں اس لئے زندگی زمینداری میں گذار دی۔ کوئی کہے گا کہ میرا مقصد سب سے بڑا تاجر بننا تھا اس لئے زندگی تجارت میں صرف کر دی۔ کوئی کہے گا کہ میرا مقصود اپنے محکمہ سے سب سے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جانا تھا اس لئے اسی تگ و دو میں عمر عزیز کے قیمتی دن صرف کر دئیے، کوئی کہے گا میں وزیر یا وزیر اعظم بننے کی فکر میں گھلتا رہا ہوں، اور کوئی صدارت و امارت کی رام کہانی پیش کرے گا۔ غرض بھانت بھانت کی بولیاں مختلف لوگ بولیں گے اور ہر شخص اپنا اپنا مقصدِ حیات بیان کرے گا مگر سوال خداوندی کے مقابلے میں یہ تمام جوابات غلط ہونگے صحیح جواب فقط ایک ہوگا اور وہ یہ ہے کہ میری زندگی کا اصلی مقصد فقط تیری بندگی تھا۔ میں نے ساری زندگی تیری یاد میں گذاری۔ تیرے تجویز کردہ نظام الاوقاتِ زندگی یعنی قرآن مجید کو اپنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیرے فرمان کے مطابق تیرے بھیجے ہوئے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے لئے نمونہ بنایا۔ باقی جتنے کام میں نے کئے وہ مجبوراً کئے اور تیرے احکام کو بجا لانے کے لئے کئے۔ مثلاً کسب معاش کے لئے تجارت کی یا زراعت کی یا ملازمت کی یا دستکاری وغیرہ یہ سب کام مجبوراً کئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اسی سچے اور صحیح جواب کو اپنانے اور ساری زندگی بندگی کے لئے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دوسرا سوال

یہ ہوگا کہ جوانی کس کام میں صرف کی تھی — اس کا بھی ایک جواب ہی صحیح ہوگا باقی سب غلط ہوں گے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ میں جوانی میں فٹ بال، ہاکی یا کسی دوسرے کھیل کا بہترین کھلاڑی تھا یا مکہ بازی میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا یا ڈاکٹر و انجنیر بہترین تھا یا اعلیٰ درجہ کا سیاستدان مانا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ تو سب جوابات غلط ہوں گے۔ فقط ایک جواب اس دن صحیح ہوگا۔ کہ اے اللہ! میرے نامۂ اعمال میں دیکھ لے جتنی ہمت اور چستی سے میں نے تیری بندگی کا حق جوانی میں ادا کیا تھا اتنا نہ بچپن میں ادا کیا

اور نہ بڑھاپے میں ادا ہو سکا — اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی جوانیوں کو پاکیزہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تیسرا سوال

مال کے متعلق ہوگا کہ مال کس ذریعہ سے حاصل کیا کرتا تھا (آیا وہ ذریعہ حلال کا تھا یا حرام کا) اس سوال کا فقط ایک ہی جواب صحیح ہو سکتا ہے "اے اللہ! مَیں نے فقط اس ذریعہ سے روپیہ کمایا جس میں تُو راضی تھا۔ تیری مرضی کے خلاف کوئی ذریعہ اختیار نہیں کیا۔ مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، فریب کاری، دھوکہ بازی، رشوت خوری، سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ اور دوسری خلافِ قانون برائیاں اختیار کرکے روپیہ نہیں کمایا بلکہ تیرے احکام کے متعلق اور تیرے نبی کے فرامین کی روشنی میں مال کمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال کمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

چوتھا سوال

بھی مال کے متعلق ہوگا کہ مال کو کس جگہ صرف کرتے تھے یعنی روپیہ کمانے کے بعد خرچ کہاں کرتے تھے۔ اس سوال کا بھی فقط ایک جواب صحیح ہوگا باقی سب غلط ہوں گے۔ صحیح جواب فقط یہ ہوگا کہ اے اللہ تیری اجازت سے کہ خرچ کرتا تھا یعنی جہاں تیری شریعت اجازت دیتی تھی وہاں صرف کرتا تھا ورنہ خرچ نہیں کرتا تھا۔ مثلاً" اے اللہ! بیٹے کے بیاہ پر تیری شریعت نے باجے بجانے سے منع کیا ہے، تیل، مہندی، گانا، گھوڑی، سہرا، آتشبازی وغیرہ رسوم کو غیر شرعی قرار دیا ہے اسی طرح جن جن چیزوں سے تیرے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے مَیں نے ایک پیسہ بھی وہاں خرچ نہیں کیا اور اپنی حلال کمائی کو حرام کاموں پر صرف نہیں کیا اور نہ اپنے مال کو اسراف اور لہو و لعب میں اڑایا ہے — اللہ تعالیٰ ہمیں مال کے خرچ کرنے میں بھی شریعت کی پابندی کی توفیق بخشے۔ آمین!

پانچواں سوال

علم کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ (میری شریعت کا) جو علم تمہیں پہنچا تھا اس کے متعلق کیا عمل کرکے آئے ہو۔ ہر عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اس سوال کا صحیح جواب فقط یہی ہو سکتا ہے کہ اے اللہ! اپنی طاقت کے مطابق تیرے احکام کی تعمیل کرکے آیا ہوں — اس کے علاوہ اس قسم کے سب عذر نامنظور ہوں گے کہ اے اللہ! دکانداری کے باعث عمل نہیں کر سکا یا اے اللہ! کاشتکاری کی مصروفیت کے باعث عمل نہیں کر سکا یا عورت کہے گی کہ اے اللہ! مَیں بچوں کی پرورش کرنے کے باعث عمل نہیں کر سکی وغیرہ ———

محترم حضرات! علماء دین اپنے درسوں یا مساجد کے منبروں سے مسلمانوں کو جو پیغامِ حق پہنچا رہے ہیں اس کا کم از کم یہ ضرور فائدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب یہ سوال کریں گے کہ تمہیں ہماری طرف سے جو علم پہنچا تھا، اس کے مطابق کیا عمل کرکے آئے ہو تو وہ اتنا تو کہہ سکیں گے کہ اے اللہ! ہم نے تیرا پیغام تیری مخلوق کو پہنچایا تھا۔ انہیں تیرے احکام پر عمل کی ترغیب دی تھی تیری شریعت کے احکام سمجھائے تھے اور لوگوں کو بھی اس کا فائدہ پہنچے گا کہ انہوں نے اللہ کے احکام سنے تھے اور ان کو سمجھا تھا۔

پس اے برادرانِ عزیز! مسلمانوں کا فائدہ اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب انہیں درسِ قرآن مجید یا جمعہ کے دن مسجد میں آنے کی توفیق دے تو خطیب سے جو کلمۂ حق سنیں اسے دل سے مان کر اٹھیں اور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن اس سوال کا صحیح جواب دے سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پانچوں سوالات کے جواب تیار کرکے اور ساری زندگی شریعت کے مطابق گذار کر دنیا سے جانے کی توفیق دے۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ، واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

بقیہ: اداریہ

طرف سے کی گئی ہے روائتی انداز سے کسی قدر مختلف منایا جانا چاہیئے۔ اگرچہ ایسی تقریبات کا اس طرح تعین کوئی شرعی درجہ نہیں رکھتا۔ لیکن اکابر اسلام کے ایسے مہتم بالشان تذکروں کے بغیر ہم اپنی قومی زندگی کو فروغ نہیں دے سکتے۔ بالخصوص جب کہ ان مقدس ہستیوں پر چھینٹے پھینکنے والی قوتیں متعدد محاذوں سے مصروفِ یلغار ہوں اور اپنے مخصوص نظریات کی اشاعت میں پانی کی طرح روپیہ بہا رہی ہوں تو اس مصلحت فکری کا تقاضا ہے کہ ہم بھی کچھ اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔

اللہ تعالیٰ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر اور بدر و قبر کے اس مقدس رفیق جلیل پر قیامت تک رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ہمیں ناموسِ صحابہ رض پر کٹ مرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

جلسۂ دستار بندی

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا عظیم الشان جلسۂ دستار بندی مورخہ ۷، ۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ اتوار انشاء اللہ العزیز حسب روایات سابقہ نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس میں ملک بھر کے ممتاز علماء و مشاہیر کو دعوت دی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس میں جو پانچ سال بعد منعقد ہو رہا ہے۔ گذشتہ پانچ سال کے فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی بھی کی جائے گی۔ فارغ التحصیل فضلاء اپنے موجودہ پتوں سے دفتر کو جلد مطلع کر دیں۔

ناظم نشریات دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اعلان

۲۸ ستمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ رشیدیہ بھکر میں قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب خطاب فرمائیں گے۔ (مہتمم جامعہ رشیدیہ بھکر)

مندرجہ ذیل مقالہ بزمِ علم وفن ایبٹ آباد کے زیرِ اہتمام مجلس مذاکرہ میں جو جناب جسٹس سجاد احمد جان کی صدارت میں منعقد ہوا پڑھا گیا۔
(قاضی محمد زاہد الحسینی)

صدرِ گرامی قدر! امن عالم کا لفظ اپنے معنی اور مفہوم کے لحاظ سے جامع اور وسیع ترین کلمہ ہے "عالم" کلُ جہان کو کہا جاتا ہے۔ جس کا ترجمہ دوسرے الفاظ میں اس جہان میں موجود اشیاء کا امن' اسلام اس کا بھی داعی ہے جیساکہ اسلامی تعلیمات کے ماہر علماءِ کرام اور روحانی علماء کا نظریہ ہے کہ انسان عالم کبیر (بڑا جہان) اور یہ کرۂ ارضی عالم صغیر (چھوٹا جہان) ہے۔ بات ظاہر ہے اس لئے کہ اگر انسان امن میں رہے تو ساری کائنات امن میں اور اگر انسان فساد کی لپیٹ میں آ گیا تو وہاں کی ساری کائنات بے چین اور مضطرب۔ آج کل یہ ایٹمی دَور تو اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ جہاں کسی مفسد نے ایک ایٹم بم گرا دیا تو نہ صرف لاکھوں انسانوں کو برباد اور ہلاک کیا بلکہ وہاں کی فضا میں موجود پرند وچرند' کیڑے مکوڑے اربوں کی تعداد میں اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے امن عالم کا وسیع ترین موضوع حقیقی معنیٰ پر مشتمل رکھا جاتا ہے کہ انسان کا امن نہ صرف اپنی ذات کے لئے ہے بلکہ اس کے امن سے لاکھوں انواع کے حیوانات بھی امن سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

حضرات! انسان اگرچہ مختلف اور متعدد ادیان میں بٹا ہوا ہے، اس کے نظریات منقسم اور متنوع ہیں مگر واقعات کی شہادت اس امر کے لئے موجود ہے کہ انسان ایک بدن ہے اس کا قلب اور روح مسلمان ہے۔ یعنی اگر اسلامی تعلیمات جن کا امین اور مبلغ مسلمان ہے صحیح طریقہ پر نافذ اور جاری ہوں تو نہ صرف مسلمان با امن رہے گا بلکہ سارا عالمِ انسانی امن اور عافیت میں رہے گا۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کے اثبات میں تاریخی شواہد کثرت سے موجود ہیں۔ نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کے نقشۂ عالم پر نظر دوڑایئے تو آپ کو مہابھارت اور کورو پانڈو کی مہیب جنگیں اسی برصغیر میں نظر آئیں گی۔ اس وقت خطۂ ارضی میں آپ کو جگہ جگہ انسانی خون سے رواں ندی' نالے نظر آئیں گے۔ خود عرب میں آپ سے پہلے حرب بسوس جیسی اسیؔ سالہ جنگ کا وجود پایا جاتا ہے۔ لیکن جب آپؐ کا ظہور ہوُا اور اس ظہور کا اعلان آسمانی الفاظ میں ما ارسلنٰک الاّ رحمۃ للعالمین کے جمال آفریں رنگ میں ہوُا۔ آپ نے جس خداوندِ قدوس پر ایمان کو اساس قرار دیا اس میں رب العالمین کا عقیدہ مقامِ امتیاز رکھتا ہے۔ "اسلام" کا کلمہ خود ہی سلامتی، امن اور عافیت کا داعی اور منادی ہے۔ اسلام نے خداوند قدوس کو رب العالمین (سب جہانوں کا پالنے والا نہ کہ مٹانے والا) اور نبیٔ اسلام کو رحمۃ للعالمین (سب جہانوں کے لئے رحمت) کے عقیدہ میں پیش فرمایا۔ اسی نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الخلق عیال اللہ۔ جس کا ترجمہ حالی مرحوم نے یوں فرمایا ؎

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

آپ کی سیرتِ مقدسہ اسی رحمتِ دو عالم کا پرتو پیش کرتی ہے۔ طائف کے بازار میں غنڈوں کی شرارت اور بے ادبی سے لہو لہان پنڈلیوں کو دیکھ کر امنِ عالم کے داعی نے فرمایا۔ اللھم ارحم لقومی فانھم لا یعلمون۔ (ترجمہ) اللہ! میری قوم پر رحم فرما کیونکہ یہ جاننے والے نہیں ہیں۔

طرح طرح کے مہیب مظالم، ہجرت اور غزوات کی کشمکش کے بعد جب یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور ابوسفیانؓ جیسا اس وقت کا مخالف حاضرِ خدمت ہوتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے۔ نہ صرف تجھے امن ہے بلکہ جو تیرے گھر داخل ہو جائے اس کو بھی امن ہے۔ مکہ مکرمہ کے خون کے پیاسوں کو یہ پیغام امن دیا۔ لا تثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء۔ آج تم سے کوئی بازپُرس نہیں تم سب کے سب آزاد ہو۔ اپنے اسی نظامِ امن کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک وقت آئے گا جبکہ یمن سے ایک عورت تن تنہا زیورات سے لدی ہوئی مکہ مکرمہ کا سفر کرے گی، مگر لا تخاف الاّ اللہ، اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ چنانچہ یہ دَور خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں آیا جس کا اعتراف دشمن کو بھی ہے —— دَورِ فاروقی کے ایک نسطوری پادری کی رائے ہے۔

"یہ طائی (عرب) جن کو خدا نے آج کل حکومت عطا کی ہے وہ ہمارے بھی مالک ہوگئے۔ لیکن وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرِپیکار نہیں بلکہ اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں۔"

مشہور جرمن مفکر فون گرام کے الفاظ کا ترجمہ پیش ہے:۔

"مسلمانوں کی ترقی اس وقت ہوئی جبکہ برکاتِ خلافت نے رعایائے ملک کو تحفۂ امن و امان دے کر اپنی شان و شوکت کو انتہاء عروج پر پہنچایا۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوُا کہ ملک میں قرآن شریف جیسا مکمل اور ہمہ گیر قانون سواحلِ بحرِ ہند سے لے کر کوہستان برانس تک نافذ ہوُا۔"

یہ طرۂ امتیاز صرف دَورِ خلافت

راشدہ تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ مسلمان جہاں بھی گئے امن و عافیت کے جھنڈے گاڑتے گئے ___ سرولیم سابق وائسرائے ہند کو اعتراف ہے کہ:۔

"بہت سے اعتبار سے مسلمانوں کی حکومت ہم سے سبقت لے گئی۔ جو ممالک انہوں نے فتح کئے ان میں وہ رہ پڑے۔ فاتح اور مفتوح کی ہمدردیاں اور منافع ایک ہوگئے"۔

یہ سبقت صرف چرب زبانی کے طور پر نہ تھی بلکہ میجر باسٹو کے الفاظ ہیں:۔

"رعایا کی خوشحالی اور سرمایہ داری کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کا دورِ حکومت سونے کے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے"۔

اس لمبی داستانِ شہادت کو اسی پر ختم کرتے ہوئے اس نظام پر تبصرہ کرتا ہوں جس نظام کی برکات ہیں امن عالم کی کفالت ہے۔

احباب گرامی! اسلام نے امن کے لئے جس ایجابی پہلو کا حکم دیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ قرآن مجید کا ابتدائی پیغام ھدًی للمتقین ہے۔ یعنی قرآنی ہدایت سے صرف پرہیزگار ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قرآنی احکام کا جوہر اور روح تقویٰ ہے۔ جگہ جگہ تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ تقویٰ صرف روحانی لفظ نہیں بلکہ یہ اسلامی تعلیمات کا جوہر ہے کہ اسلام تقویٰ (پرہیز) کا داعی ہے نہ کہ استحصال اور اعتداء۔ تقویٰ کا حکم دیا اور اعتداء سے روکا۔ لا تعتدوا اور لا یحب المعتدین ارشاداتِ قرآنی میں کثرت سے وارد ہیں۔ تقویٰ کے حصول کے لئے عبادات، اخلاق، حقوق، آداب کی تربیت فرمائی۔ کہ جس نظام میں عبادت نہ ہو وہ بے غذائی نظام مہلک، جس میں اخلاق اور حقوق نہ ہوں وہ غاصب اور جائر۔ جس میں آداب نہ ہوں وہ گستاخ اور شریر نظام امن کی بجائے انفرادی اور اجتماعی فساد پیدا کرتا ہے آج کی انفرادی اور اجتماعی بے راہ روی انارکی کی سب سے بڑی وجہ ان امور کا فقدان ہے۔ انسان کی تکمیل انسانیت کے لئے اعتداء (تجاوز و دست اندازی) سے روکا اور ان تمام دروازوں کو بند فرمایا جن سے شر و فساد داخل ہوسکتے ہیں۔ تجاوز کو روکنے کے لئے خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو کے اصل کو اپنانے کا حکم دیا۔ ارشاد قرآنی ہے لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ نہ تم کسی پر دست اندازی کرو اور نہ تم پر دست اندازی کی جائے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم اور مظلوم ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمائی ہے۔

تقویٰ پر عمل اور اعتداء سے روکنے کے لئے جس نظام کو قرآن حکیم نے پیش فرمایا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"حقوق اللہ یعنی عبادات کا حکم دیا تاکہ انسان کا نفس اطمینان کی شکل اختیار کرکے نافع بن جائے۔ حقوق العباد کا تعین فرمایا۔ تاکہ بعض وہ طبائع جو تقویٰ کے لباس سے عاری ہوں آئینی جبروت سے خوف زدہ ہو کر خرمن امن کو نذرِ آتش نہ کریں"۔ حقوق العباد کے تحفظ کے تین مرکز ہیں۔ تحفظ نفس، تحفظ مال، تحفظ عصمت ان تینوں پر مجمل تبصرہ کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں حاضر رہے کہ نظام امن اور عصمت میں اسلام کی نظر میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں بلکہ ہر انسان کے لئے اس میں کفالت اور حفاظت موجود ہے۔

تحفظِ نفس کے لئے قتل اور مبادی قتل کو روکا۔ قتل عمد کے لئے قصاص (بدلہ) کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ ولکم فی القصاص حیاۃ۔ قتل خطا کے لئے دیت (خون بہا) کا حکم دیا جس میں قاتل کی عاقلہ (خاندان) پر تاوان ڈالا تاکہ سارا معاشرہ تحفظ انسانی کے لئے کوشاں رہے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے میں تو اپنے گھر کا ذمہ دار ہوں۔

تحفظِ مال کے لئے چوری، ڈاکہ زنی غصب سے روکا ان کے لئے حدود مقرر فرمادیں چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم ہے۔ ڈاکہ زن کو صلیب لگانے کا حکم دیا۔

تحفظ عصمت کے لئے زنا پر حد مقرر فرمائی، مبادی زنا کو ممنوع قرار دیا۔ کسی پر تہمت لگانے کے لئے حد قذف کا حکم فرمایا۔

اس تحفظ کی تکمیل کے لئے گالی گلوچ، غیبت، الزام تراشی، بدگمانی اور دوسرے تمام بداخلاقی اور بدگوئی کے راستوں کو اسلام کے منافی قرار دیا۔ ان تمام تعلیمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سب سے بڑا نظامِ امن ہے۔ ارشادِ قرآنی ہے۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو دوسروں پر تجاوز سے محفوظ رکھا ان کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت پر ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اکثر بھائیوں کے دلوں میں ایک سوال ابھر رہا ہوگا۔ اور وہ یہ کہ اگر اسلام داعی امن ہے تو پھر اس نے جہاد کا کیوں حکم دیا؟ اس کا جواب واضح ہے اسلام نے دفاع کا حکم دیا اور وہ اس وقت جبکہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دینے پر اکتفا نہ کرتے ہوئے بدر کے میدان میں اسلام کے خلاف صف آرائی کی گئی تو آپ کو تلوار اٹھانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا۔ قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ۔ ہاں بے شک اسلام امن کا داعی ہے اور یہ دعوت اب بھی ہے آئندہ بھی رہے گی۔ جو قوم اس دعوت کے خلاف اٹھے گی۔ اس کو راستے سے ہٹانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کا نام جہاد ہے۔ جو امن عالم کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین۔ اگر اللہ تعالیٰ بعضوں کو بعض کی قوت سے نہ ہٹاتا تو زمین پر فساد رہتا مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے سب کائنات پر بڑا ہی فضل فرمایا ہے۔

معزز حضرات! امن تو تب

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

علاماتِ قیامت

از: حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی
مرسلہ: ابو عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

(۳)

خروجِ دجّال

دجّال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملکِ شام کی طرف واپس ہوں گے۔ اور اس خبر کی تحقیق کے لئے پانچ یا نَو سوار جن کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپوں اور قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں وہ اس زمانہ کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے لشکر کے آگے پیچھے بطور طلیعہ (پیشرو) روانہ ہو کر معلوم کریں گے کہ یہ افواہ غلط ہے پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ نہ گذرے گا کہ دجّال ظاہر ہو جائے گا۔ دجّال قوم یہود میں سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا اس کی داہنی آنکھ میں پھولا ہوگا، گھونگریالے بال ہونگے سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا اور اس کا ظہور ملک شام اور عراق کے درمیان ہوگا جہاں نبوّت اور رسالت کا دعوئے کرتا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا۔ یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعوئے کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا کہلوائیگا لوگوں کی آزمائش کے لئے خداوند کریم اس سے بڑے خرقِ عادات ظاہر کرائے گا۔ اس کی پیشانی پر (ک۔ف۔ر) لکھا ہوگا جس کی شناخت صرف اہل ایمان کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا اور ایک باغ ہوگا۔ جس کو جنّت سے موسوم کرے گا — مخالفین کو آگ میں، موافقین کو جنّت میں ڈالے گا۔ مگر وہ آگ درحقیقت باغ کی مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہوگا جس کو چاہے گا دے گا۔ جب کوئی فرقہ اس کی خدائی کو تسلیم کریگا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا۔ درخت پھلدار۔ مویشی موٹے تازے اور شیر دار ہو جائیں گے، جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا اس سے اشیاء مذکورہ بند کر دے گا۔ اور اس قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو تسبیح و تہلیل کھانے پینے کا کام دے گی۔ اس کے خروج سے پیشتر دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا۔ تیسرے سال دورانِ قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔ زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا میں تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کرتا ہوں تاکہ تم اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ پس شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کی ہم شکل ہو کر نکلو، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اس کیفیت سے بہت ملکوں پر اس کا گذر ہوگا یہاں تک کہ وہ جب سرحد یمن میں پہنچے گا اور بددین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکّہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا مگر فرشتوں کی محافظت کے سبب مکّہ معظمہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پس وہاں سے مدینہ منوّرہ کا قصد کرے۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ کی محافظت کے لئے خداوند کریم دو فرشتے مقرر فرمائے گا جن کے ڈر سے دجّال کی فوج شہر میں داخل نہ ہو سکے گی۔ نیز مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدہ و منافق لوگ خائف ہو کر شہر سے نکل بھاگیں گے اور دجّال کے پھندے میں پھنس جائیں گے، اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے جو دجّال سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے۔ دجّال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجّال کہاں ہے؟ وہ ان کی گفتگو کو خلافِ ادب سمجھ کر قتل کرنے کا قصد کرینگے مگر بعض روکیں گے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا دجّال نے کسی کو بغیر اجازت کے قتل کرنے سے منع کیا ہے پس وہ دجّال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ دجّال ان کو اپنے پاس بلائے گا جب وہ بزرگ، دجّال کے چہرہ کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے میں نے تجھے پہچان لیا وہی دجّال ملعون ہے جس کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی۔ دجّال غصّہ میں آکر کہے گا کہ اس کو آرے سے چیر دو۔ پس وہ آپ کے دو ٹکڑے کر کے دائیں بائیں جانب ڈال دینگے پھر دجّال خود ان دونوں کے درمیان سے نکل کر کہے گا کہ اگر اب میں اس مردہ کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر یقین کر لوگے؟ وہ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کی خدائی کا یقین کر چکے ہیں اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں رکھتے، ہاں اگر ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا — پس وہ ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا چنانچہ وہ خدائے قدوس کی حکمت

(باقی ص ۱۴ پر)

ہدایت دی راہ

ترجمہ و تفسیر:- حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی ضبط و تحریر:- جناب محمد عثمان ...... غنی بی اے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی نے ۲۲ ستمبر کے روز پونے چھ بجے شام ریڈیو پاکستان لاہور کے پنجابی زبان کے پروگرام جمہور دی آواز میں جو تقریر نشر فرمائی وہ افادہ عام کے لئے شائع کی جاتی ہے۔ (محمد عثمان غنی بی۔اے)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ۴۰ تا ۴۲)

ایہناں آیتاں دا ترجمہ ایہہ وے:-

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ - اے قوم اسرائیل اُذْكُرُوْا - یاد کرو نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ - میرے اوہ انعام - اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ جہڑے میں تُہاڈے تے کیتے - وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اَتے تُسی میرا وعدہ پُورا کرو - اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تے میں تُہاڈا وعدہ پُورا کراں گا - وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ تے تُسی میرے کولوں ہی ڈرو - وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اور اوس کتاب تے ایمان لیاؤ جہڑی میں تُہاڈے تے نازل کیتی مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ تے سچا دسدی اے اوس کتاب نُوں جہڑی تہاڈے کول اے وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ تے تُسی ہی سب توں پہلے اوہدے مُنکر نہ بنو وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا تے میریاں آیتاں نوں تھوڑے مُل تے نہ ویچو - وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ تے خاص میرے کولوں اِی ڈرو وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور سچ وِچ جھوٹ نوں نہ ملاؤ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور جان بُجھ کے حق نُوں نہ چھپاؤ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ تے حالانکہ تُہانوں ایس گل دا چنگی طرح پتہ اے۔

ہُن ایہناں آیتاں دی تفسیر کیتی جاندی اے:-

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماندے نیں يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام دی اولاد نوں کہندے نیں کیوں جے اونہاں دا دُوسرا ناں اِسرائیل اے جدھا معنیٰ "عبداللہ" اے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام دے فرزند نیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام تے حضرت سارہ دے فرزند سن۔ تے اونہاں دے وڈے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت ہاجرہ مِصری وِچوں سن۔ آپؑ توں جہڑی اگلی نسل چلی اونہوں بنی اسمٰعیل کیہا جاندا اے اور اَگے چل کے اونہاں دے وِچوں ای اک شاخ قریش دے ناں نال مشہور ہوئی تے ساڈے نبیؐ پاک آقائے نامدار، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وِی قریش دے چشم و چراغ سن۔

بنی اسرائیل دا عروج صدیاں تک دنیا وِچ قائم رہیا تے اپنے زمانے وِچ توحید باری تعالیٰ دے ایہہ واحد علمبردار رہے۔ تے اِک بڑی تعداد وِچ نبی تے رسول ایہناں دے وِچ ہُندے رہے۔ تے بڑے بڑے عابد تے زاہد ایہناں وِچ پیدا ہوئے۔ اوس زمانے وِچ وڈے وڈے بادشاہ تے فوجی جرنیل ایہناں وِچ پیدا ہوئے۔ جس ویلے قرآن حکیم نازل ہونا شروع ہویا اوس توں بڑا چر پہلاں ایہناں دی چوہدراہٹ تے سرواری دُنیا توں ختم ہو چکی سی۔ تے ایہہ اپنے وطن شام توں نکل کے تے عراق، مصر وغیرہ مختلف علاقیاں وِچ پھیل چُکے سن۔ تے ایہناں دے بعض قبیلے حجاز دی وادی تے خاص طور تے یثرب یعنی مدینہ پاک تے اوہدے نیڑے تریڑے آباد ہو گئے۔

بنی اسرائیل ایہناں دا قومی ناں اے، تے مذہبی اعتبار نال ایہہ لوگ یہودی کہلاندے نیں۔ آسمانی کتاب توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام دے واسطے نال یہودیاں نُوں دِتی گئی جدھے تے قرآن نے الزام لگایا اے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (المائدہ ۱۳) یعنی ایہناں نیں اپنی کتاب نوں مسخ کر دِتا۔ اللہ دی کلام نوں کُھرچ کُھرچ کے کڈھ چھڈیا تے اپنے وَلوں اوہدے وِچ گھٹا وَدھا کے دُنیا نُوں ایہہ کہنا شروع کر دِتا کہ هٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہ ایہہ سب خُدا دِی طرفوں اے۔

تورات وِچ حضرت موسیٰ تے انجیل وِچ حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے خوشخبری دِتی کہ نبیؐ آخر الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام دا دیؐ یثرب دے وِچ مبعوث ہون گے۔ چنانچہ ایسے وجہ نال دُور دُراڈیاں جگہاں توں چل کے یہودی یثرب تے اوہدے آسے پاسے آباد ہو گئے۔ کدی کدھار ایہو جیہاں خرابیاں پان دی کوشش کیتی کہ ایتھوں دے لوکاں دا مال ناحق کھا جاندے تے کہندے کہ ایہہ مُشرک نیں تے ایس واسطے ایہناں دا مال لُٹ کھانا ساڈے لئی جائز اے اور جد کدی اونہاں نال ایہناں دی لڑائی بھڑائی ہو جاندی تے ایہہ اپنیاں دعاواں وِچ التجا کردے کہ اے پروردگار تیرا اوہ سچا تے آخری نبی جدھے انتظار وِچ اَسی ایتھے آکے بیٹھے ہوئے آں اوہدے واسطے نال سانُوں دُشمناں تے فتح عطا فرما[1]۔ تے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاکؐ دے صدقے ایہناں نُوں فتح عطا فرما دیندے لیکن ایس قوم دی بدبختی کہ ایہناں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دی تشریف آوری دے وقت سارے یہودیاں نے خدا دے سچے تے سچے نبیؐ تے ایمان نہ لیاندا اُلٹا اُونہاں دی دعوت وِچ کیڑے کڈھنے

[1] اک وری خیبر دے یہودیاں دی بنو غطفان نال جنگ ہو گئی تے انہاں نے دعا کیتی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ اَلَّا نَصَرْتَنَا عَلَیْهِمْ

شروع کر دِتے، تے اپنے واہی تباہی اعتراضاں نال اوہناں نوں دُکھ دین لگ پئے۔ تے بعضے ٹانویں ٹانویں یہودی نے آپئے ایمان لے آندا جس طرح عبداللہ بن سلام تے بعض دوسرے تے قرآن وچ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے۔ کہ بے ایمان یہودیاں نے ایہہ سازش سوچی کہ سویرے ایمان لے آؤ تے شام نوں فیر یہودی بن جاؤ۔ ایہناں دا مطلب ایہہ سی کہ جہڑے نیک نیّت یہودی مسلمان ہو چکے نیں اوہناں نوں فیر یہودی بنا لتّا جائے حالانکہ ایہہ ایتھے آئے سَن نبیٔ آخر الزمان دی اتباع تے پیروی دے واسطے۔ ایہناں دے نبیاں نے ہر دور وچ ایہناں نوں حضور دی نصرت تے مدد دا وعدہ لیا سی۔ تے فیر ایہناں نے وڈّی بے شرمی نال آپ دے اظہارِ نبوّت دے بعد مُن توں اُکّا ای انکار کر دِتّا۔ ایسے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ تسی ہی سب توں پہلے اوہدے منکر نہ بنو۔

اگر ایہہ اپنے نبیاں نال کیتے گئے وعدیاں دے مطابق اللہ دے سچے تے آخری نبی تے اوہدی کتاب تے ایمان لے آوندے تے ایہناں دی ویکھا ویکھی مشرکین حجاز جنہاں تے ایہناں دا اثر کُجھ عرصے توں قائم ہو چکیا سی تے عیسائی تے دوسریاں قوماں وی آسانی نال حضور تے ایمان لے آوندیاں لیکن بدقسمتی نال سب توں پہلے اوہناں نے ای اللہ دی کتاب تے نبیٔ آخر الزماں نوں جھٹلایا حالانکہ قرآن نے کیہا اے يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (البقرہ ع ۱۴۶) یعنی اوہ اوہناں نوں ایسراں پچھاندے نیں جسراں اپنیاں پُتّراں نوں۔

امام ولی اللہ نے اپنی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر وچ ایس گل نوں کھول کے بیان کیتا اے کہ قرآنی آیتاں خاص طور تے جنہاں پنجاں حصیاں وچ ونڈیاں جاسکدیاں نیں اوہناں وچوں اِک وڈّا حصہ یہودیاں، نصرانیاں، مشرکاں تے منافقاں چار گمراہ فرقیاں نال مناظرہ وی اے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ دا اصل موضوع یہودیاں نوں قرآن تے اسلام دی دعوت دینا اے تے ایس بارے وچ جہڑے اوہناں دے اسلام تے پیغمبر اسلام تے شکوے شکائیتاں تے اعتراض نیں اوہناں دا پوری تفصیل نال کدھرے تحقیقی۔ کدھرے تاریخی تے کدھرے الزامی جواب دے کے اوہناں دا مونہہ بند کیتا اے۔

یہودیاں نے خلاف توقع جدوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تے ایمان لیان توں اجتماعی طور تے انکار کر دِتّا تے مجبوراً حضور اکرمؐ نوں کفّار دی طرح ایہناں نال وی معاہدہ کرن دی ضرورت محسوس ہوئی تے آپ نے ایہناں نال اک معاہدہ کیتا۔ لیکن اوہ یہودی ای کیہہ جہڑا اپنے معاہدے تے قائم رہے چنانچہ ایہناں نے اندرو اندری مشرکاں عیسائیاں تے منافقاں نال سازشاں شروع کر دتیاں جدھے نتیجے وچ معاہدہ اپنے آپ ہی ختم ہو گیا چنانچہ کُجھ یہودی تے لڑ بھڑ کے ختم ہو گئے اور جہڑے باقی سَن حضور اکرمؐ نوں تشویش ہوئی کہ آئندہ وی ایہہ گندے انڈے مسلماناں نوں چین نہیں لین دین گے چنانچہ حضور اکرمؐ نے مجبور ہو کے حکم دِتّا کہ أَخْرِجُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ۔ یہودی تے نصرانی سازشی چوہیاں کولوں عرب دُنیا نوں پاک کر دیو۔ چنانچہ جس دن توں حضور اکرمؐ نے ایس خطۂ زمین نوں پاک کیتا اے اوس دن توں لے کے ہُن تک جتھے وی یورپ، ایشیا، یا افریقہ وچ ایہہ گئے نیں اقوامِ عالم نے ایہناں کولوں پناہ منگی اے کیونکہ ایہہ اپنی کمینگی اور قدم قدم تے عہد شکنیاں اور بزدلیاں دے جس قدر مظاہرے کر چکے نیں اوہدی تفصیل نال ہر ملک دیاں تاریخاں بھریاں پیّاں نے۔ تہانوں یاد ہووے گا کہ نازی جرمنی نے ایہناں کولوں تنگ آ کے ایہناں دا حشر جو کیتا اے دنیا دی تاریخ وچ اوہدی مثال نہیں ملدی بہرحال ایہہ تے کل دی گل اے آیخ مین اِک نازی جرمن نوں پچھلی جنگ دے بعد اسرائیلی جاسوس اغوا کر کے اپنے ملک اسرائیل وچ لے آئے تے سٹھ لکھ یہودیاں دے قاتل دی حیثیت نال اوس تے اپنی کھلی عدالت وچ مقدمہ چلا کے اوہنوں پھانسی دی سزا دِتّی۔

تسی ایس اِک واقعہ توں ای قرآن حکیم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دی صداقت دا اندازہ لگاؤ آخر اینے عرصے دے بعد جرمناں اور یورپی ملکاں نے اپنے ملک دے یہودیاں کولوں نجات حاصل کرن واسطے بین الاقوامی ضابطیاں تے دستوراں نوں چھڈ چھڈا کے اسلام تے عرب دشمنی دی بنا تے اپنی طاقت دے گھمنڈ وچ نہتیاں عرباں نوں فلسطین وچوں کڈھ کے ایہناں نوں طاقت دے بل بوتے تے اسرائیلی حکومت بنا دتی۔ مگر عرباں نوں ایہناں غاصب یہودیاں دا اوتھے رہنا اِک پل واسطے وی گوارا نہیں اگر عرباں دا وس چلے تے اِک جھٹکے وچ ایہناں دے ناپاک وجود توں نجات حاصل کر لین تے بحیرۂ قلزم وچ ایہناں دا بیڑا ڈوب دین۔

اسرائیلی ریاست دے بن نال بعض لوگ خیال کردے نیں کہ ایہہ گویا صداقت قرآنی دے خلاف اے حالانکہ قرآن نے صرف اینہاں ہی کیہا اے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا (آل عمران ع ۱۱۲) یعنی جتھے ویکھو ذِلّت اوہناں دے سِر تے سوار اے۔ بہرحال قرآن نے کدھرے وی نہیں کیہا کہ ایہناں نوں حکومت نہیں دِتّی جائے گی۔ اور ہر حکومت اللہ دی رحمت یا انعام قرار نہیں دِتّی جاسکدی حالانکہ کافراں، مشرکاں اور دہریاں نوں ہمیشہ ہی حکومتاں حاصل رہیّاں نیں، اَج وی ہین۔ ہاں البتہ نبوّت اللہ تعالیٰ دا بہت بڑا انعام اے جہڑا اوہناں نوں وی کدی حاصل سی مگر ایہناں دیاں کمزوریاں تے بدعملیاں تے نبیاں نوں قتل کرن دی سزا وچ تے اسلام دی مخالفت دی بنا تے اللہ نے ایہناں کولوں نبوّت واپس لے کے بنی اسمٰعیل نوں عطا فرما دِتّی۔

قرآن حکیم ایہناں دی خرابیاں ذکر کرن توں پہلے اللہ تعالیٰ دی اوہناں نعمتاں دا ذکر کرنا چاہندا اے جنہاں دے ذریعے نال اوہناں نوں جھنجھوڑیا جا سکدا اے اک شریف آدمی دی تنبیہ دے واسطے اینہاں کہہ دینا ای کافی ہوندا اے کہ توں شریف پیو دا پُتّر ایں۔ چنانچہ ایس آیت دے وچ اوہناں نوں دسیا گیا اے کہ تہاڈے وڈ وڈیرے اوہ لوک سَن جنہاں تے ہر قسم دیاں نعمتاں نازل ہویاں اتے اوہناں نوں اللہ نے نبوّت نال سرفراز کیتا تے حکومت عطا کیتی تے ایہو ای سب توں وڈّا اللہ دا انعام اے کہ کسے اُمت نوں ایسے اعلیٰ عقائد اور اخلاق دی تعلیم دِتّی جائے کہ اوہدا لازمی نتیجہ سربلندی اور حکومت ہووے چنانچہ اک دوسرے موقعے تے وی قرآن شریف وچ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا اے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (المائدہ ۲۰) جدوں موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم نوں کیہا اے بھائیو اللہ نے تہاڈے تے جہڑے احسانات کیتے ہین اوہناں نوں یاد کرو تے اوس نے تہاڈے وچ پیغمبر بنائے اور تہانوں بادشاہت دِتّی اور تہانوں اوہ اوہ نعمتاں دِتّیاں جہڑیاں دنیا جہان دے وچ کسے دُوسرے نوں نہیں دِتّیاں۔ گویا اللہ تعالےٰ نے یہودیاں نوں روحانی اور جسمانی دونویں بادشاہتاں عطا کیتیاں۔ فیر ایہو جہے لوکاں لئی ایہہ مناسب نہیں کہ اوہ اللہ دی غلامی نوں چھڈ کے انساناں نوں اپنا رب بنا لین

ایس بیان دے بعد اوہناں کولوں مطالبہ کیتا جاندا اے کہ اوس وعدے دی پابندی کرن جہڑا اوہناں نے اللہ تعالےٰ نال کیتا ہویا اے۔ ایس دا نتیجہ ایہہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ وی اپنے وعدے نوں پورا کرے گا جہڑا اوس نے اوہناں نال کیتا ہویا اے۔ مطلب ایس آیت شریفہ دا ایہہ وے کہ اوہناں دوہاں وعدیاں دا ذکر کیتا جائے۔ اک وعدہ بنی اسرائیل دا اللہ تعالےٰ دے نال تے دوسرا اللہ تعالیٰ دا بنی اسرائیل نال اے۔

اگے فرمایا وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ایس آیت وچ بِمَا أَنزَلْتُ دا اشارہ اے قرآن شریف دی طرف، تے لِمَا مَعَكُمْ دا اشارہ اے تورات دی طرف۔ تورات وچ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سی کہ میرے بعد مثیل موسیٰ آئے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کولوں پچھیا گیا تسی مثیل موسیٰ او؟ اوہناں نے انکار کیتا اور فرمایا کہ اوہ میرے بعد آوے گا۔ تے حضور اکرم نے اپنی بعثت دے ابتداء وچ ای فرما دتا۔ کہ میں مثیل موسیٰ واں۔ چنانچہ قرآن شریف وِچ ارشاد اے۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا (المزمل ۱۵) جس طرح اساں فرعون دی طرف موسیٰؑ پیغمبر بنا کے گھلیا سی تہاڈی طرف اوسے طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نوں رسول بنا کے بھیجیا اے جہڑے تہاڈے مقابلے تے گواہی دین گے

ایس لئی مُہن اسرائیلیاں کولوں مطالبہ کیتا گیا کہ اوہ قرآن اور پیغمبر اسلام تے ایمان لے آن کیونکہ ایہناں نوں مَن لین نال اوہناں دیاں اپنیاں کتاباں تے صداقت دی مُہر لگ جائے گی اور ساری دُنیا نوں یقین ہو جائے گا کہ پہلیاں آسمانی کتاباں دیاں پیشین گوئیاں سچیاں ثابت ہو گئیاں نیں اوہدا اثر اک ایہہ وی ہووے گا۔ کہ اک دنیا ایہناں نوں پیغمبراں دی نسل توں جاندی اے تے خاص طور تے عرب مُشرکاں تے ایہناں دا کسے حد تک اثر ہو چکا اے تے ایہناں دے ایمان لیان نال اوہناں نوں ایمان لیانا وی آسان ہو جائے گا۔ ایہناں دہاں دے ایمان لیان نال باقیاں تے وی اثر پوے گا اَتے اوہناں نوں وی ایمان لیان وچ آسانی ہو جائے گی۔ مگر بڑے افسوس نال ایہہ کہنا پیندا اے کہ ایہناں نے قرآن دی دعوت تے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تے ایمان لیان دا انکار کر کے نہ صرف ایہہ کہ دوسریاں نوں مشکل وچ پا دتا اے بلکہ ایہناں نے اپنی تاریخی کتاباں تے اوہناں دی پیش گوئیاں نوں وی جھٹلا دِتا اے۔ تے اپنا گناہ ای ایہناں دے سر تے نہیں بلکہ اوہناں دا گناہ وی ایہناں دے سر تے ای اے۔

اوس دے بعد فرمایا۔ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ حق نوں کسے دُنیا دی غرض دی وجہ نال چھڈ دینا آخرت دی ہمیشہ رہن والی دولت نوں دُنیا دی تھوڑی قیمت تے وچ دین دے برابر اے۔ ایہہ مطلب نہیں کہ آخرت نوں تھوڑے مُل تے نہ ویچو بلکہ زیادہ مُل تے ویچو۔ دُنیا دی وڈی توں وڈی دولت وی آخرت دے مقابلے وچ بے حقیقت تے تھوڑی اے۔

اخیر وچ فرمایا۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ "تلبیس" دے معنے نیں کسے چیز نوں ڈھک لینا یا چھپا لینا۔ تے اوہدا مطلب ایہہ لتا جاندا اے کہ گل ادھوری کہی جائے تاں جے مطلب گُجھ دا گُجھ ہو جائے۔ تے ایہہ ادھوری گل دا مغالطہ کسے ویلے جھوٹ کولوں وی زیادہ بدتر ثابت ہوندا اے۔ اللہ دے حکماں نوں بدل دین دیاں صورتاں دو ہی ہو سکدیاں نیں۔ پہلی ایہہ کہ اندرونی تحریف تے تلبیس یعنی کہ لفظاں نوں بدلیا جائے تاں جے مفہوم بدل جائے۔ دوسرے ایہہ کہ سرے توں حق نوں ہی چھپا لتا جائے۔ یہودیاں نے اپنی آسمانی کتاباں وچ ایہہ دونویں قسم دیاں خرابیاں کیتیاں نیں کہ تورات وچوں کجھ تے گلاں کڈھ ہی چھڈیاں۔ تے جہڑیاں باقی رہ گئیاں اوہناں دے مطلب بدل چھڈے۔

وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ اور ایہہ بدلنا سدلنا اَتے حق نوں چھپانا ایہناں دی فطرت اے اور ایہہ گل کسے بھلیوے وچ نہیں کیتی گئی بلکہ جان بُجھ کے اوہناں نے ایہہ عمل اختیار کیتا اے۔

(بشکریہ ریڈیو پاکستان)

جمعیۃ علمائے اسلام ضلع میانوالی کے زیر اہتمام

عام جلسے

جمعیۃ علمائے اسلام کے زیر اہتمام ضلع میانوالی میں مندرجہ ذیل مقامات پر عام جلسے ہو رہے ہیں۔ ان جلسوں میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کے علاوہ مولانا محمد رمضان صاحب، مولانا محمد سلیمان صاحب مولانا محمد رمضان صاحب بھکر، مولانا محمد عبداللہ صاحب حافظ ممتاز علی صاحب اور خان شہباز خاں شرکت فرما کر خطاب فرمائیں گے:۔

۳۰ ستمبر ۶۷ء بروز ہفتہ۔ مدرسہ تبلیغ الاسلام میانوالی۔ یکم اکتوبر بعد نماز ظہر ڈھوک زمان، بعد نماز عشاء رکھ کلاں۔ ۲ر اکتوبر بعد نماز ظہر ٹبی والی بعد نماز عشاء موسیٰ خیل۔ ۳ر اکتوبر بعد نماز ظہر گھنڈ کلاں والہ، بعد نماز عشاء عیسیٰ خیل۔ ۴ر اکتوبر۔ بعد نماز ظہر ہرنولی، بعد نماز عشاء کندیاں۔ ۵ر اکتوبر بعد نماز ظہر دلے والا بعد نماز عشاء کلور کوٹ۔ ۶ر اکتوبر بعد نماز جمعہ جنڈانوالہ، بعد نماز عشاء دریا خان ۷ر اکتوبر بعد نماز ظہر نوتک بعد نماز عشاء بھکر۔ اس کے علاوہ ۲۹، ۳۰ ستمبر بروز جمعہ ہفتہ بمقام موتی مسجد میانوالی میں مدرسہ تبلیغ الاسلام کا پندرھواں سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، مولانا سید گل بادشاہ صاحب و دیگر علماء کرام شرکت فرما کر خطاب فرمائیں گے

(احمد سعید ناظم مدرسہ تبلیغ الاسلام میانوالی

★

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

منعقدہ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۱۰)

تو تیمور کے دربار میں اور دیگر بادشاہوں کے درباروں میں بھی ایسے لوگ رہا کرتے تھے جو آکر کبھی کبھی ان کو ہنساتے تھے جنہیں ہماری بولی میں بھانڈ کہتے ہیں (بھانڈ) یہ لوگ کبھی کبھی بڑے بڑے اعزازات بھی حاصل کر لیتے ہیں — تو وہ بھانڈ جو تھا تیمور کا وہ ایک دن آیا، رمضان کا مہینہ تھا، اس نے آکر دیکھا تیمور تشریف فرما تھے۔ تو اس نے چاہا کہ میں تیمور کو ہنساؤں — رمضان کا مہینہ تھا۔ ویسے بھی انسان پہ کچھ نہ کچھ طبعاً بھی کمزوری رہتی ہی ہے — تو وہ آتے ہی کہنے لگا "بادشاہ سلامت! میں آپ کو ایک بڑی "بابرکت" بات سناتا ہوں" فرمایا — "کیا ہے" — "کہ جی میں آرہا تھا بازار میں تو ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ فلاں آدمی نے روزہ کھا لیا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ روزہ تو کھایا گیا، اب کوئی ایسا پیدا ہو کہ نماز کو بھی کھا جائے تاکہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے" تیمور نے کہا "بیٹھ جا" — بٹھا لیا اپنے پاس — وہ سمجھا ابھی مجھے انعام ملتا ہے — اللہ کے دین کے ساتھ مذاق نہ کیا جائے، اللہ بڑے غیور ہیں، مذاق کو پسند نہیں کرتے — تیمور نے حکم دیا "قاضی صاحب کو بلایا جائے" وہ بھانڈ سمجھا کہ شاید میرا انعام تولنا چاہتے ہیں کہ کتنا دینا چاہئے۔ قاضی صاحب تشریف لائے — فرمایا تیمور نے "اے بھانڈ کھڑا ہو جا، جو تو نے میرے سامنے بیان کیا، پھر ان کے سامنے بیان کر" اس نے پھر ذرا مصالحے کے ساتھ بیان کیا، بڑے مخارج نکال کر بیان کیا تاکہ زیادہ انعام ملے۔

بیان سننے کے بعد تیمور پوچھتے ہیں قاضی القضاۃ سے — تیمور کا قاضی — تیمور خالی کسی ضلعے کا مالک نہیں تھا۔ آپ جانتے ہیں لکھے پڑھے دوست ہیں — پوچھتے ہیں قاضی القضاۃ سے۔ "قاضی صاحب! ایسے بے ایمان کی سزا کیا ہے؟ جو شریعت محمدیہ کے ساتھ استہزاء کرے؟" تیمور سلطان نے لکھا ہے اپنے صحیفہ میں، چھپا ہوا ہے "در امور شرع ایشاں مختار اند" علماء شرعی امور میں مختار ہیں، آزاد ہیں۔ شریعت کے فیصلے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں — تیمور نے پوچھا "حضرت! اس کی سزا کیا ہے؟" فرمایا "تیری تلوار اس کی گردن" — قاضی صاحب نے کہا۔ "تیمور! تیری تلوار اور اس کی گردن ہو تاکہ دوسرے کسی بے ایمان کو خدا کے دین کے ساتھ مذاق کا موقعہ نہ ملے" تیمور اٹھا، اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔ اور کہا "دیکھنا پھر خدا کے دین کے ساتھ مذاق نہ کرنا۔ ختم شد — یہ ہے استہزاء بالدین کی سزا — جو اللہ کے دین کے ساتھ مذاق کرے کفر اس سے اچھا ہے — کافر نے تو کہہ دیا کہ میں کافر ہوں — اس کے خطرے سے تو ہم بچ سکتے ہیں، لیکن جو خدا کے دین کے ساتھ مذاق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، وہ کیسا مسلمان ہے؟ یاد رکھئے میرے بزرگو! استہزاء بالدین، استخفاف اور دل سے مکروہ سمجھنا دین کی باتوں کو، یہ چاروں کی چاروں باتیں کفر ہیں اور اللہ ان کی وجہ سے سارے کے سارے اعمال حبط کر دیتے ہیں — (اللہ مجھے آپ کو محفوظ رکھے)

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جو نظام پیش کیا، اس نظام میں وزنِ اعمال ہے۔ ہمارے اعمال تولے جائیں گے۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِن الْحَقُّ "اعمال کا تولا جانا حق ہے۔ ضروری ہے۔ اس پر ہمارا عقیدہ ہے۔ اور ان لوگوں کے اعمال نہیں تلیں گے۔ جنہوں نے قرآن مجید کو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھٹھا بنایا۔ اور اس سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ کفر کے تین اسباب ہیں (۱) ایک ہے انکار۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ یہ تو آپ بھی سمجھ گئے (۲) دوسرا کفر کا کیا سبب ہے؟ استہزاء۔ ٹھٹھا کرنا، مذاق کرنا۔ استخفاف۔ ہلکا سمجھنا دین کی بات کو (۳) اور تیسرا کفر کا سبب دیکھ لیجئے، قرآن میں سورۃ محمد پڑھ لیجئے۔ جس کا نام سورۃ القتال بھی ہے — ذَالِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کچھ تھوڑے بہت عمل بھی کرتے تھے لیکن كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ اس بات کو دل سے برا سمجھتے تھے جو خدا نے نازل کی۔ نماز تو پڑھ لی لیکن کہہ دیا "ارے یار! کیا مصیبت ہے ان ملاؤں نے سخت ناک میں دم کیا ہے۔ پانچ بار دن میں پڑھواتے ہیں۔ گرجے میں دیکھو نا عیسائیوں کا دین ہے ہفتے میں ایک دن جانا پڑتا ہے۔ وہ بھی بوٹ پہنے پہنائے، ٹکٹائی لگی ہوئی ہے، تسمے بندھے ہوتے ہیں۔ خالی گرجے میں جا کر کھڑے ہو کر زبور کی دو تین آیتیں پڑھ لیتے ہیں۔ قصہ ختم۔ اتوار کے دن جاتے ہیں، پانچ چھ منٹ لگتے ہیں یہ مولوی کیا ہے؟ ہمارے سر پر ایک مصیبت مسلط ہے، پانچ وقت کی اذانیں، پانچ وقت کی اقامتیں اور پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ کبھی تہجد پڑھاتے ہیں، کبھی اشراق پڑھاتے ہیں —" دل سے اگر اللہ کی بات کو برا سمجھا فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ سارے عمل ضائع چلے جائیں گے — قرآن میں ہے — میں تو قرآن عرض کر رہا ہوں — قرآن دیکھ لیجئے — ایک آدمی زکوٰۃ دیتا ہے لیکن کہتا

ہے "یار! یہ کیا ہے؟ اچھی بھلی بات تھی دو سو روپے میں روپیہ ٹیکس لگ جاتا، یہ کیا مصیبت ہے؟ چالیس روپے میں روپیہ دو اور اتنی بکریوں میں سے بکریاں دو۔ یہ کیا ہے؟"۔۔۔ سارے اعمال برباد۔۔۔ حج کو جاتا ہے لیکن کہتا ہے "جی بجائے حج کے اگر جناب یہ موسم بدل جاتے جب دل چاہتا چلے جاتے۔ یہ کیا مولویوں نے بنا رکھا ہے"۔ اب تو ہر بات کا موردِ الزام مولوی ہے۔ اور مولوی کو خوش ہونا چاہیئے کہ وہ اللہ کے دین کا نمائندہ ہے۔ الحمد للہ۔۔۔ "تو ایک دن مقرر کر دیا جاتا، کوئی ایک وقت ہوتا یا ایک دن نکال دیا جاتا، اب تو یہی ذی الحجہ پر ہی جانا پڑتا ہے"۔ اگر عبادت بھی کی، لیکن کرہ ہوا۔ دل سے اس عبادت کو (نعوذ باللہ) کراہیت کے ساتھ دیکھتا ہے۔۔۔ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ ۝ سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ تو ایسے انسان کے تو عمل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے فرمایا کہ جن لوگوں نے دنیا میں خداوند قدوس کی باتوں کو جھٹلایا، خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا۔ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۝ کہ وہ دنیا میں میری باتوں کا انکار کرتے تھے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: امنِ عالم

ہی رہ سکتا ہے کہ باؤلے کتے کو ہلاک کر دیا جائے، سانپ اور بچھو کو من مانی کارروائی نہ کرنے دی جائے۔ جہاد میں ان ہی کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو امنِ عالم کو تباہ و برباد کرنے والے ہوں۔۔۔ مقالہ کو ختم کرنے سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بحالاتِ موجودہ اسلام کی روشنی میں امن کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب بھی عرض کر دوں۔

برادرانِ محترم! جہاں تک میں سمجھتا ہوں موجودہ دور میں فساد اور بے اطمینانی کی آگ جس ایندھن سے بھڑک رہی ہے وہ سرمایہ داری کا وہ نظام ہے جو تمام ضابطوں اور ہمدردیوں سے آزاد ہو کر پوری بے دردی کے ساتھ ان تجاویز کو ایٹم بموں کے سائے میں نافذ کرنا چاہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بوالہوس انسان کی تمام قدروں کو روند کر اپنی توند کو بڑا کرتا جا رہا ہے۔ اس سرمایہ داری نظام نے آج بھی رنگ اور نسل کا وہ فتنہ کھڑا کیا ہوا ہے جس کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کے عظیم اعلانِ انسانیت سے پاش پاش کر دیا تھا۔ جس کی روشنی میں بلال حبشیؓ کو عمرؓ جیسے خلیفہ نے بھی اپنا سردار کہہ کر پکارا تھا۔ یہ نظام سرمایہ داری جس آبیاری سے تناور درخت بنتا چلا جا رہا ہے جو بجائے ٹھنڈک کے آگ برساتا ہے وہ آبیاری سودی نظامِ معیشت ہے اگر آپ حضرات دنیا کی عالمگیر سابقہ جنگوں کے اسباب پر غور و فکر فرمائیں تو میری اس تشخیص سے اتفاق فرمائینگے۔ سرمایہ دار ممالک دوسری تجارتوں کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے سامانِ حرب کو اولین حیثیت دے کر کمزور اور نادار ملکوں کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں جن سے وہ مجبور ہو کر ان سرمایہ داروں سے سامانِ جنگ خریدتے ہیں اور وہ سودی کاروبار کی شکل میں ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ شر و فساد کے بغیر تو اور کوئی نہیں نکل سکتا۔ آج اگر سودی نظامِ معیشت کو ختم کر دیا جائے تو یہ سارے کاروبار ازخود بند ہو کر امن اور عافیت کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ الروم میں فساد کائنات کا سبب سودی کاروبار کو قرار دیا ہے۔ لیکن جب تک مفسد اور شریر بدخواہ اصلاح پذیر نہ ہو اس وقت تک اپنے آپ کو اس قدر مستحکم کرنا ضروری ہے کہ مفسد پر خوف اور ہیبت طاری رہے تاکہ وہ حملہ آور ہونے کا سوچ ہی نہ سکے۔ قرآن شریف نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ جو کافر تمہاری سرحدات کے قریب ہوں ان کے ساتھ برسرپیکار رہو تاکہ وہ تم میں قوت اور طاقت کو محسوس کریں۔ اپنی قوت کی بحالی بھی نظامِ امن کے لئے ضروری ہے اور یہی کار بحالاتِ موجودہ ضروری ہے۔

(واللہ الموفق)

بقیہ:- علاماتِ قیامت

اور ارادہ سے زندہ ہو کر کہے گا کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ تو وہی مردود دجال ہے کہ جس کی ملعونیت کی خبر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدوں کو حکم دے گا کہ اس کو ذبح کر دو۔ پس وہ آپ کے حلق پہ چھری پھیر دیں گے مگر اس سے آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ دجال شرمندہ ہو کر ان بزرگ کو اپنی دوزخ میں ڈال دے گا۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے مگر خداوند کریم کی قدرت سے آپ کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی۔۔۔ اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا، اور ملک شام کی طرف روانہ ہو جائیگا قبل اس کے کہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی علیہ السلام دمشق آ چکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کرتے ہوں گے۔

ضروری انتباہ

بعض ناشروں نے قرآن مجید کا آخری پارہ اس ترتیب کے برعکس طبع کرایا ہے جو آج چودہ سو سال سے مسلمانوں میں رائج ہے۔ یہی ترتیب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ تیسویں پارہ کی پہلی سورہ النباء ہے ان ناشروں نے الناس کو شروع میں درج کر کے اس ترتیب کو الٹا کر دیا ہے جو تحریف فی الترتیب ہے۔ مدرسین اور اساتذہ حضرات اس پہ تعلیم اور تدریس نہ فرمائیں ورنہ یہ روش آئندہ کے لئے مخدوش نتائج پیدا کر دے گی ۔۔۔ قاضی محمد زاہد الحسینی۔۔۔

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحبؒ سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۵)

واقعہ سے متعلق چند اہم مسائل

واقعہ کی اس تفصیل کے بعد چند ایسے اہم مسائل پر بھی روشنی ڈالنا ضروری ہے جو واقعہ کی تفصیلات میں بڑی حد تک معین و مددگار ثابت ہوں۔

(۱) آدم و حوّا، عربی نام ہیں یا عجمی؟ اور یہ نام کسی مناسبت سے رکھے گئے ہیں یا صرف نام ہی کی حیثیت میں ہیں۔

پہلے سوال کے متعلق مشہور محدّث حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ "سریانی" نام ہے اور بائبل میں الف کے مد اور دال کے طول کے ساتھ پڑھا جاتا ہے یعنی آدام۔ اور علامہ جوہری اور جوالیقی یہ کہتے ہیں کہ یہ عربی نام ہیں اور دوسرے سوال کے متعلق ثعلبی کا قول ہے کہ عبرانی زبان میں آدام مٹی کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان کی تخلیق مٹی سے ہوئی اس لئے آدم یا آدام نام رکھا گیا اور بعض کا خیال ہے کہ اُدمۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی "گندم گوں" کے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ ادیم سے ماخوذ ہے۔ اس لئے کہ وہ "ادیم ارض" یعنی صفحۂ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اَدَمۃ بمعنی خلطت سے ماخوذ ہے اور چونکہ اُن کا خمیر پانی اور مٹی کو ملا کر اور خلط ملط کر کے بنایا گیا ہے اس لئے اس مناسبت سے ان کو آدم کہا گیا۔

اسی طرح حوّاء اس لئے نام پڑا کہ وہ ہر "انسانِ حیّ" (زندہ انسان) کی ماں ہیں اور مبالغہ کا صیغہ بنا کر ان کا نام رکھ دیا گیا۔

بہرحال نام اور معنی میں مناسبت کا یہ سوال نکتہ اور لطیفہ کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے بیان کردہ تمام وجوہ بیک وقت صحیح ہو سکتی ہیں۔ اور کسی ایک وجہ کو دوسرے پر ترجیح بھی دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ باب بہت وسیع ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے سجدہ کا جو حکم دیا تھا وہ فرشتوں کو دیا تھا۔ اور ابلیس فرشتوں کی جنس میں داخل نہیں تو پھر اس پر عتاب الٰہی کیوں ہوا اور وہ نافرمانی کا مرتکب کس لئے قرار دیا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ابلیس ملائکہ کی جنس سے نہ تھا۔ قرآن عزیز میں تصریح ہے:۔

کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔

ترجمہ: وہ "جن" سے تھا پس اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔

مگر جب اللہ تعالےٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا تو اس وقت وہ اُس مجلس میں موجود تھا اور غیر معلوم مدت تک فرشتوں کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہنے کی وجہ سے وہ بھی اس حکم کا مخاطب تھا۔ اور وہ بھی خود کو مخاطب سمجھتا تھا اسی لئے جب خدائے تعالےٰ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو اس نے یہ جواب نہیں دیا۔ کہ میں فرشتہ نہیں ہوں اس لئے اس حکم کا مخاطب ہی نہ تھا کہ سجدہ کرتا بلکہ ازراہِ غرور کہا تو یہ کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس لئے سجدہ سے باز رہا۔

یہی جواب صحیح اور درست ہے ورنہ ایک ضعیف اور کمزور رائے یہ ہے کہ ملائکۃ اللہ میں سے ایک قسم کو "جن" بھی کہا جاتا ہے اور یہ انہی میں سے ایک تھا مگر اس رائے کی تائید نہ قرآنِ عزیز سے ملتی ہے اور نہ صحیح احادیث سے۔

(۳) ابلیس جب جنت سے مردود ہو کر نکال دیا گیا تو پھر وہ حضرت آدم و حوّا (علیہما السلام) کو کس طرح بہکا سکا؟

علماءِ اسلام سے اس کے دو جواب منقول ہیں۔ اور دونوں کسی تاویل کے بغیر چسپاں ہیں (۱) اگرچہ ابلیس جنت سے نکال دیا گیا لیکن پھر بھی اس کا ایک گنہگار اور نابکار مخلوق کی حیثیت میں جنت کے اندر داخل ہونا اس کے مردود ہونے کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے اُس نے اسی حیثیت سے اندر جا کر حضرت آدم و حوّا سے یہ گفتگو کی اور ان کو لغزش میں ڈال دیا۔ آیت اھبطوا منہا جمیعًا۔ اسی کی تائید کرتی ہے کہ عاصی کی حیثیت سے ابھی تک اس کا داخلہ ممنوع نہیں تھا۔

۲۔ جس طرح ایک آواز ٹیلیفون اور ریڈیو کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ دور جا سکتی ہے یا جس طرح لاسلکی (وائرلیس) میں صرف شعاعوں اور آواز کی لہروں کے ذریعہ سے ایک پیغام ہزاروں میل پر پہنچایا جا سکتا ہے اسی طرح یہ بھی کیوں ممکن نہیں کہ شیطان کا وسوسہ نفسِ انسانی تک اسی طرح پہنچ جائے۔ پس اس نے باہر ہی سے حضرت آدمؑ کے نفس میں اپنا وسوسہ ڈالا اور ان کو بہکانے کی کوشش کی آیت "فوسوس لھما الشیطٰن سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

۴۔ حوّا کی پیدائش کس طرح ہوئی؟ قرآن عزیز میں اس کے متعلق صرف اسی قدر مذکور ہے:۔

وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ اور اُس (نفس سے) اس کے جوڑے کو پیدا کیا۔

یہ نظمِ قرآنی حوّا کی پیدائش کی حقیقت کی تفصیل نہیں بتاتی۔ اس لئے دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حوّا حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہوئی ہوں جیسا کہ مشہور ہے۔ اور بائیبل میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالےٰ نے نسلِ انسانی کو اس طرح پیدا کیا کہ مرد کے ساتھ اُسی کی جنس سے

ایک دوسری مخلوق بھی بنائی جس کو عورت کہا جاتا ہے اور جو مرد کی رفیقۂ حیات بنتی ہے۔

(باقی آئندہ)

جلسہ مدرسہ تعلیم النسواں چشتیاں

یہ خبر دینی حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ امسال مستورات کے مثالی مدرسہ تعلیم النسواں چشتیاں کے تقسیم اسناد کا سالانہ جلسہ بڑے تزک و احتشام سے ۱۲ / ۱۳ / ۱۴ / اکتوبر ۶۷ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ جلسہ میں ایک مجلس حسنِ قرأت بھی منعقد ہوگی۔ خاص خاص موضوعات مثلاً سیرت النبی ؐ، سیرت امہات المومنین ؓ، اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام، اسلامی طرزِ زندگی اور اصلاحِ نسواں کے دیگر پاکیزہ موضوعات پر بصیرت افروز تقاریر ہوں گی۔ اور ۴۵ طالبات کو تکمیل نصاب درسِ نظامی کے بعد عالمہ، فاضلہ، حافظ، رواتِ امام حفص ؒ اور عشرہ قرأت کی سندات دی جائیں گی۔

(نوٹ) اپنے محرم مردوں کے ہمراہ آنے والی محترم خواتین کے قیام و طعام اور پردہ کا انتظام بھی کیا جائے گا بشرطیکہ آنے سے قبل دفتر مدرسہ کو مطلع کر دیا جائے۔

دعائے مغفرت کی درخواست

حضرت قاری خدا بخش صاحب امام مسجد بنجاراں قصبہ کانٹھ ضلع مراد آباد یو۔پی کی صاحبزادی کا دل کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے شہر گوجرانوالہ محلہ رسولپورہ میں بتاریخ ۲۳ ستمبر انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین کرام خدام الدین سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

طالب دعا

حافظ محمد صدیق مدرس مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

اعلانِ بیزاری

ایک شخص محمد یونس سوی عیارانہ طور پر اپنے رسالہ سائقۃ الرشید علی لاعنۃ الرشید پر میرے نام و پتہ کو لکھ رہا ہے اور میرے ہی نام پر خط و کتابت اور ترسیل رسالہ کرتا ہے۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں نہ میں رسالہ بھیجتا ہوں اور نہ واپس وصول کرتا ہوں اور نہ ہی اس رسالہ کے مسلک سے متفق ہوں لہٰذا آئندہ میرے نام پر دھوکہ نہ کھائیں۔

غلام حسن مسجد یعقوب شاہ حسین آگاہی ملتان شہر

اجتماعات

علاقہ شکر گڑھ میں حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہل سنت مندرجہ ذیل مقامات پر تقاریر فرمائیں گے:-

۳۰ / ستمبر ۱۹۶۷ء گمٹالہ
یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء کنجرور
۲ / اکتوبر ۱۹۶۷ء بھٹیاں
۳ / اکتوبر ۱۹۶۷ء شکر گڑھ

عبدالرحیم ناظم مدرسہ مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن شکر گڑھ

تبلیغی جلسہ

مدرسہ حنفیہ انوار القرآن وار برٹن ضلع شیخوپورہ میں مورخہ ۵ / اکتوبر ۶۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء چوک کارخانہ بازار منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا عبدالحی عابد لاہور مولانا محمد احمد (میاں علی) مولانا خدا بخش مظفر گڑھی اور جناب سید امین گیلانی خطاب فرمائیں گے

(حسین علی مہتمم مدرسہ)

کتبہ "شہد سے زیادہ شیریں"

ہفت روزہ خدام الدین میں اعلان کے بعد سے برابر روزانہ پچاس ساٹھ کارڈ موصول ہو رہے ہیں۔ مذکورہ پوسٹر قریب الختم ہے جن دوستوں نے یہ کتبہ طلب فرمایا ہے وہ براہ کرم فوراً ساٹھ پیسے فی کتبہ ٹکٹ ارسال فرما دیں آئندہ بغیر ٹکٹ کتبے ارسال نہیں کی جائیں گی۔

محمد رمضان معرفت مدرسہ تعلیم الفرقان چاکیواڑہ ۳ کراچی

سہراب

پاکستان کا سب سے زیادہ فروخت ہونیوالا بائیسکل

موجودہ استعمال میں جتنے بھی پاکستانی بائیسکل ہیں، اُن میں سے ستر (۷۰) فی صد تعداد سہراب کی ہے۔

اعلےٰ ترین بین الاقوامی معیار پر پورا اترنے والا سہراب بائیسکل ہماری جدید ترین فیکٹری میں ملک بھر کے سب سے زیادہ تجربہ کار سائیکل سازوں کی نگرانی میں تیار ہوتا ہے۔

S-104
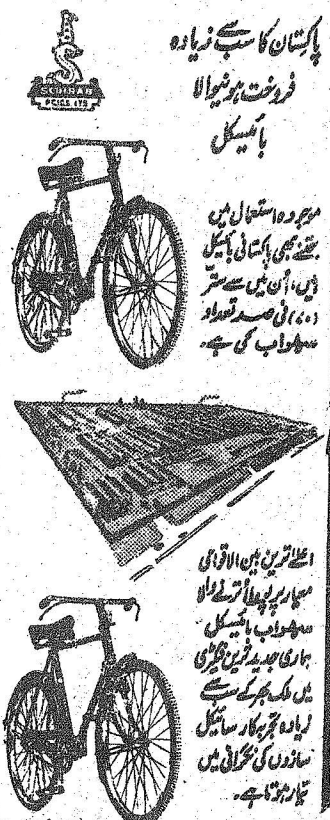
اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی واحد تفسیر

تفسیر حقانی

قرآن حکیم کی تفاسیر میں اپنی شان کی ایک ہی تفسیر جو علماء سے عوام تک سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ علمی نکات کے علاوہ اسلام پر اعتراضات کے خاموش کر دینے والے جوابات، ہندو دھرم، عیسائی مذہب اور دیگر مذاہب کی پوری تشریح اور اسلام سے موازنہ، زبان انتہائی ستھری، طرز بیان عارفانہ اور اثر انگیز ۱۰×۷½ سائز کے تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل مکمل ۶ جلد قیمت فی جلد دس روپیہ مکمل سیٹ رعایتی پچاس روپئے اگر آپ ایک ایک جلد ماہ بماہ طلب فرمانا چاہیں تو ہر مہینہ دس روپے جناب قاری رضی الرحمٰن صاحب عثمانی ۳۴/D وحدت کالونی لاہور کے پتہ پر روانہ کر کے رسیدات منی آرڈر ہمیں ارسال کرتے رہیں ہم آپ کو براہ راست جلدیں رجسٹری سے ارسال کرتے رہیں گے نیز مکمل سیٹ کی قیمت ارسال کرنے کی صورت میں آپ کو مکمل سیٹ روانہ کر دیا جائے گا۔

ناشر

منیجر کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یو۔پی انڈیا

ضلعی جمعیۃ کانفرنس

جمعیت علماء اسلام ضلع لائلپور کے زیر اہتمام بروز اتوار یکم اکتوبر یک روزہ ضلعی جمعیۃ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، مجاہد ملت ضیغم اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان خطاب فرمائیں گے۔

عبدالرشید انصاری ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور

مولانا عبید اللہ سندھی ؒ

از پروفیسر محمد سرور

عدیم النظیر دل و دماغ، اتھاہ ایمان، غیر معمولی ثبات و استقلال اور پیہم جد و جہد۔ یہ ہے مولانا سندھی ؒ کی شخصیت۔ سراپا انقلاب و انقلاب آفریں!

یہ کتاب مرقع ہے اس نادرِ روزگار و بے مثال شخصیت کے سوانح حیات، تعلیمات و افکار اور اس کے نصف صدی سے زیادہ کے سیاسی تجربات کا۔

قیمت مجلد:- چھ روپے پچھتر پیسے

سندھ ساگر اکادمی چوک مینار انارکلی لاہور

اُمّ المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

(مولانا عاشق الٰہی)

یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی والدہ ام رُوماں تھیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صرف یہی ایک بیوی ہیں جن سے کنوارے پن میں آپؐ نے نکاح فرمایا۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی اس کے چار پانچ سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوشش سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۶ سال تھی۔ نکاح مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بعمر ۹ سال ہوئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ برس رہیں۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاء اعلیٰ کا سفر اختیار کیا۔ اُس وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی رخصتی کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا کرتی تھیں۔ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ کہ میری والدہ نے آکر مجھے آواز دی۔ مجھے خبر بھی نہ تھی۔ کہ کیوں بلا رہی ہیں۔ میں ان کے پاس پہونچی تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلیں۔ اور مجھے گھر کے دروازہ کے اندر کھڑا کر دیا اس وقت ان کے اچانک بلانے سے میرا سانس پھول گیا تھا۔ ذرا دیر کے بعد ٹھکانے آیا۔ گھر کے اندر دروازہ کے پاس میری والدہ نے پانی لے کر میرا منہ اور سر دھویا۔ اس کے بعد مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔ وہاں انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے دیکھتے ہی کہا۔ عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ (تمہارا آنا خیر و برکت پر ہے اور فال نیک ہے) پھر عورتوں نے میرا بناؤ سنگار کر دیا۔ (اس کے بعد وہ عورتیں علیحدہ ہو گئیں) اور اچانک آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے یہ چاشت کا وقت تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ حقوق کی ادائیگی میں تو آپؐ سب کو برابر رکھتے تھے۔ لیکن قلبی محبت (جو غیر اختیاری ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ تھی اسی وجہ سے آپ نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ۔

اے اللہ میرے اختیار کی چیزوں میں یہ میری (برابری والی) تقسیم ہے۔ لہٰذا مجھے اُس چیز میں ملامت نہ کیجئے کہ جس کے آپ مالک ہیں۔ اور میرے قبضہ کی نہیں۔

یعنی محبت جو غیر اختیاری ہے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ جس مرد کی دو بیویاں ہوں (مثلاً) تو اگر ایک بیوی سے طبعاً زیادہ محبت ہو تو اس پر مواخذہ نہیں لیکن حق کی ادائیگی میں برابری فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کی تو پکڑ ہو گی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری کا خیال نہ رکھے گا تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہو گا

فضائل و مناقب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس چیزوں .... کے ذریعے سے فضیلت دی۔ وہ دس چیزیں یہ ہیں (۱) جبریل علیہ السلام (نکاح سے پہلے) میری صورت لے کر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے (۲) میرے سوا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا (۳) اور میرے علاوہ نہ کوئی ایسی عورت آپؐ کے نکاح میں آئی جس کے ماں اور باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔ (۴) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سے میری برأت ظاہر فرمائی (۵) اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں وحی آ جاتی تھی۔ کہ میں آپؐ کے ساتھ لحاف میں لیٹی ہوتی تھی۔ (۶) اور آپؐ (ساتھ بیٹھ کر کپڑا باندھے ہوئے) ایک ہی برتن سے پانی لے لے کر غسل کرتے تھے (۷) آپؐ نماز (تہجد) پڑھتے تھے اور میں آپؐ کے سامنے لمبی لیٹی رہتی تھی (۸) آپؐ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپؐ میرے سینہ اور گلے کے درمیان (ٹیک لگائے ہوئے) تھے (۹) اور وہ میری باری کا دن تھا (۱۰) اور میرے ہی گھر میں آپؐ مدفون ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپؐ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں بس مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ) اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل ہوئیں اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے

ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام پہونچایا۔ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت لے کر آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔

بقیہ صہ ۲ سے آگے

آپ نے فرمایا۔ کہ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! ہم کو بیٹھے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ یہ ہماری نشستگاہ ہیں۔ جہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تم بغیر بیٹھے نہیں مانتے۔ تو راستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ راستہ کا حق کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نظریں نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا۔ امر بالمعروف (نیک کام کرنے کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برے کام سے منع کرنا) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

بقیہ صہ ۱۹ سے آگے

آپ نے اس سے فرمایا۔ تو نے مجھے بہت تکلیف دی۔ میں تین دن سے تمہارا منتظر ہوں۔
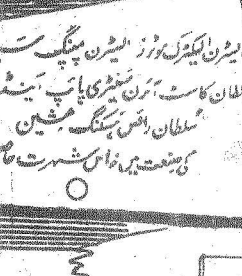
غزوہ بدر کے موقع پر دو صحابیؓ مکے آرہے تھے۔ راہ میں غیر مسلموں نے انہیں روکا۔ اور اس شرط پر رہا کیا۔ کہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں گے۔ اگرچہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اور ایک ایک سپاہی کی ضرورت تھی۔ لیکن آپ نے ان دونوں صحابیوں سے پورا پورا واقعہ سنا تو فرمایا۔ تم واپس جاؤ۔ ہم ہر حال میں اپنے وعدے کو پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

ہجرت کے چھٹے برس صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت نبی اکرمؐ کا مکہ کے مشرکین سے ایک معاہدہ ہوا۔ جس میں طے پایا گیا۔ کہ اگر آئندہ کوئی شخص مکہ میں مسلمان ہو اور اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر مدینہ آئے۔ تو اسے مکہ واپس کر دیا جائے گا۔

اس کے تھوڑے عرصے بعد ابو بصیرؓ مکہ میں مسلمان ہوئے۔ اور جان بچا کر مدینہ پہنچے۔ مکہ کے دو مشرک ان کے پیچھے آئے۔ اور حضورؐ سے ان کا واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ابو بصیرؓ سے فرمایا۔ ہمارے دین میں وعدہ شکنی جائز نہیں۔ تم واپس جاؤ۔

وعدہ پورا کرنے کی اس سے بہتر مثال دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ حضورؐ کی پیروی کرنے میں پوری کوشش کریں۔

دعائے صحت کی درخواست

مولانا حکیم عبد الغنی صاحب بوریوالہ، حافظ عبد الرحیم صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ بوریوالہ اور ڈاکٹر زبیر احمد صاحب بیمار ہیں۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ ہر سہ اصحاب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے صحت عاجلہ کاملہ کریں۔ عبد الرشید ارشد

ضروری اعلان

درس قرآن مجید (واہ کینٹ) کی دوسری سالانہ تقریب اس سال انشاء اللہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۶ء صبح دس بجے بنگلہ ۱۵/۱ جامن روڈ واہ کینٹ میں منعقد ہوگی۔ جو احباب باہر سے تشریف لانے کے متمنی ہوں وہ احقر کو جوابی لفافہ بھجوا کر تفصیلات معلوم کر سکتے ہیں

۲۔ درس قرآن کے دو سالانہ مجموعے بھی تیار ہو چکے ہیں حصہ اول کا ہدیہ ۲ روپے ہے اور حصہ دوم کا ہدیہ ۳ روپے۔ حصہ سوم انشاء اللہ نومبر میں چھپ جائیگا

محمد عثمان غنی بی اے منتظم درس قرآن ۱۹۴/۱۰۰ واہ کینٹ

جمیعۃ علماء اسلام کا تعلیمی مرکز

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم گوٹھ اللہ یار ٹنڈو آدم جمیعۃ علماء اسلام کی سرپرستی میں مکمل دینی تعلیم کا ذمہ دار ہوگا جس کی نگرانی علماء حق اکابر جمیعۃ علماء اسلام کرتے رہیں گے۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید حفظ و ناظرہ مع تجوید کے شروع ہے۔ طلباء کی رہائش و خوراک اور جائز ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ بیرونی طلباء اپنے ورثاء کے ذریعہ سے فائدہ اٹھائیں اہل خیرات حضرات عموماً اراکین جمیعۃ سے خصوصاً توجہ کی درخواست ہے۔ والسلام

احقر محمد عرفان قادری مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ٹنڈو آدم
ناظم جمیعۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ

بچوں کا صفحہ

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سلیم ضیا ، لاہور

(۲)

۶۔ خلق خدا پر شفقت اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی سب مخلوق سے شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ خلق خدا میں صرف انسان ہی نہیں بے زبان مخلوق (حیوان) بھی شامل ہیں۔ ان پر قطعاً ظلم نہیں کرنا چاہئیے۔ جہاں تک ہو سکے ان پر شفقت کرنی چاہئیے۔ حیوانات کو مشکل یا مصیبت سے نکالنا بہت ثواب کا کام ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ایک شخص سفر میں تھا۔ اسے پیاس لگی۔ اچانک ایک کنواں دیکھا۔ اس میں اترا۔ جب پانی پی کر اوپر آیا تو دیکھا۔ کہ ایک پیاسا کتا کنوئیں کے کنارے کی نم آلود مٹی چاٹ رہا ہے۔ مسافر کے پاس ڈول وغیرہ کچھ نہ تھا۔ وہ کنوئیں میں اترا۔ اپنے موزے میں پانی بھر کر لایا۔ اور کتے کو پلایا۔ اس نیکی کے عوض اللہ تعالےٰ نے اُسے بخش دیا۔

آنحضرتؐ جانداروں پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ بیٹھے تھے۔ کہ ایک پیاسی بلی آئی۔ آپؐ نے پانی کا برتن اس کے سامنے رکھ دیا۔

ایک دفعہ آپ نے دورانِ سفر ایک جگہ قیام فرمایا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ ...... آکر سامنے درخت پر بیٹھ گیا اور پھر پر پھیلائے اُڑنے لگا آپؐ نے فرمایا۔ کس نے اس کے بچے لے کر اس کا دل دکھایا ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ ہم نے اس کے بچے لئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ انہیں ان کے گھونسلے میں جا کر رکھ دو۔

۷۔ شفقت اور انسانی حقوق

حضورؐ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ مدینے سے باہر سفر پر جاتے تو واپسی کے وقت لوگ شہر سے باہر نکل کر استقبال کرتے۔ بچے بھی ساتھ ہوتے تھے۔ جو بچے سب سے پہلے آپؐ کے پاس پہنچ جاتے انہیں آپؐ اپنے ساتھ سوار کر لیتے۔

قرآن پاک میں والدین کے بارے میں جو تاکید آئی ہے۔ وہ محتاج شرح نہیں۔ رسول پاکؐ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا۔ "یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟" فرمایا تیری ماں" تین مرتبہ یہی پوچھا۔ تینوں مرتبہ آپؐ نے فرمایا "تیری ماں" چوتھی مرتبہ فرمایا "تیرا باپ"

اسی طرح ہمسایوں، یتیموں اور مہمانوں کے حقوق کا آپ کو بہت پاس تھا اور ان کے لئے تاکید فرماتے رہتے تھے۔ ہمسایوں کے گھر جا کر ان کے کام کر دیتے

۸۔ عفت عفت اور پاکدامنی کسی شرح کی محتاج نہیں۔ آپؐ اُس فضا میں پیدا ہوئے۔ جہاں عفت کی ہر قدر مٹ چکی تھی۔ اسی فضا میں پرورش پا کر جوانی کی عمر کو پہنچے پچیس برس کی عمر تک نکاح نہ کیا۔ لیکن ساری زندگی سورج کی طرح بے داغ اور چاندنی کی طرح اُجلی رہی۔ نبوت کے بعد آپ نے تیرہ برس اُن لوگوں میں گزارے۔ جو آپ کا نام مبارک سُن کر غصے میں آجاتے تھے۔ اور ہر قسم کی تکلیفیں دیتے رہے۔ لیکن آپ کی عفت و صداقت کے خلاف کسی کو اُنگلی اُٹھانے کا بھی حوصلہ نہ ہوا

۹۔ کردار کی پختگی حضرت رسالت مآبؐ نہایت بلند اور پختہ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ کی اخلاقی شان میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کمی یا نقص پیدا نہیں ہوا۔ تمام عمر آپ کو کسی گناہ کا خیال تک نہ آیا۔ آپ اخلاق کی اس سیدھی اور پاکیزہ راہ پر سختی سے قائم رہے۔ مخالفتوں اور مصیبتوں کے طوفان ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکے۔

آپ کی اخلاقی پختگی ایک بے نظیر معجزہ تھی۔ اس کے آگے دین کے بڑے بڑے دشمن بھی دم بخود رہتے تھے۔ آپ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ کہ کوئی آدمی کسی نیک معمول کی ابتدا کرے۔ اور پھر اُسے چھوڑ دے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کو وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ جس پر آدمی پختگی سے قائم رہے۔ خواہ یہ کوئی بڑا عمل نہ ہو

۱۰۔ محنت کی قدر حضورؐ کی طبیعت کا میلان بچپن ہی سے محنت و مشقت کی طرف تھا۔ آپؐ جن دنوں حضرت حلیمہؓ کے گھر مقیم تھے آپؐ کے رضاعی بھائی جب بکریاں چرانے صحرا میں جاتے۔ تو آپؐ بھی بارہا ان کا ساتھ دیتے تھے۔ اور بکریاں چرانے میں ان کی مدد فرماتے تھے۔

جب کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر ہوئی۔ تو آپؐ نے اس میں مزدوروں کے ساتھ کام کیا۔ اور بڑے بڑے پتھر ڈھوئے۔ حالانکہ آپؐ چاہتے۔ تو صرف مالی مدد دینے پر ہی اکتفا کر سکتے تھے۔ لیکن محنت اور مشقت کو آپ کی نگاہ میں بڑا وقار حاصل تھا۔ اسی طرح مسجد نبوی کی تعمیر میں بھی آپ خوشی سے کام کرتے تھے۔

حضرت نبی اکرمؐ جب گھر میں ہوتے تو گھر والوں کے کام کاج میں ان کی مدد کرتے۔ بکریاں دودھ دیتے۔ کوئی ٹوٹا ہوا برتن ہوتا تو اس کو جوڑ دیتے اپنے کام کا بوجھ کسی پر ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ لباس اور جوتوں کی مرمت بھی خود کر لیتے تھے۔

۱۱۔ ایفائے عہد ایفائے عہد سے مراد ہے۔ قول و قرار کا پورا کرنا حضورؐ عہد کے بہت پابند تھے بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ آپؐ نے ایک آدمی سے سودا کیا۔ سودے میں کچھ کمی تھی۔ اُس نے کہا۔ یہاں ٹھہریے میں ابھی آتا ہوں وہ گھر گیا۔ اور وعدہ بھول گیا۔ تیسرے روز اس کو خیال آیا آکر دیکھا۔ تو حضورؐ اسی جگہ کھڑے تھے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

نکلی چیزوں سے ہوشیار رہیے
B.C.T. — P.S.T. — PCT

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

بہ تجزیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزین

مترجمہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی ۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
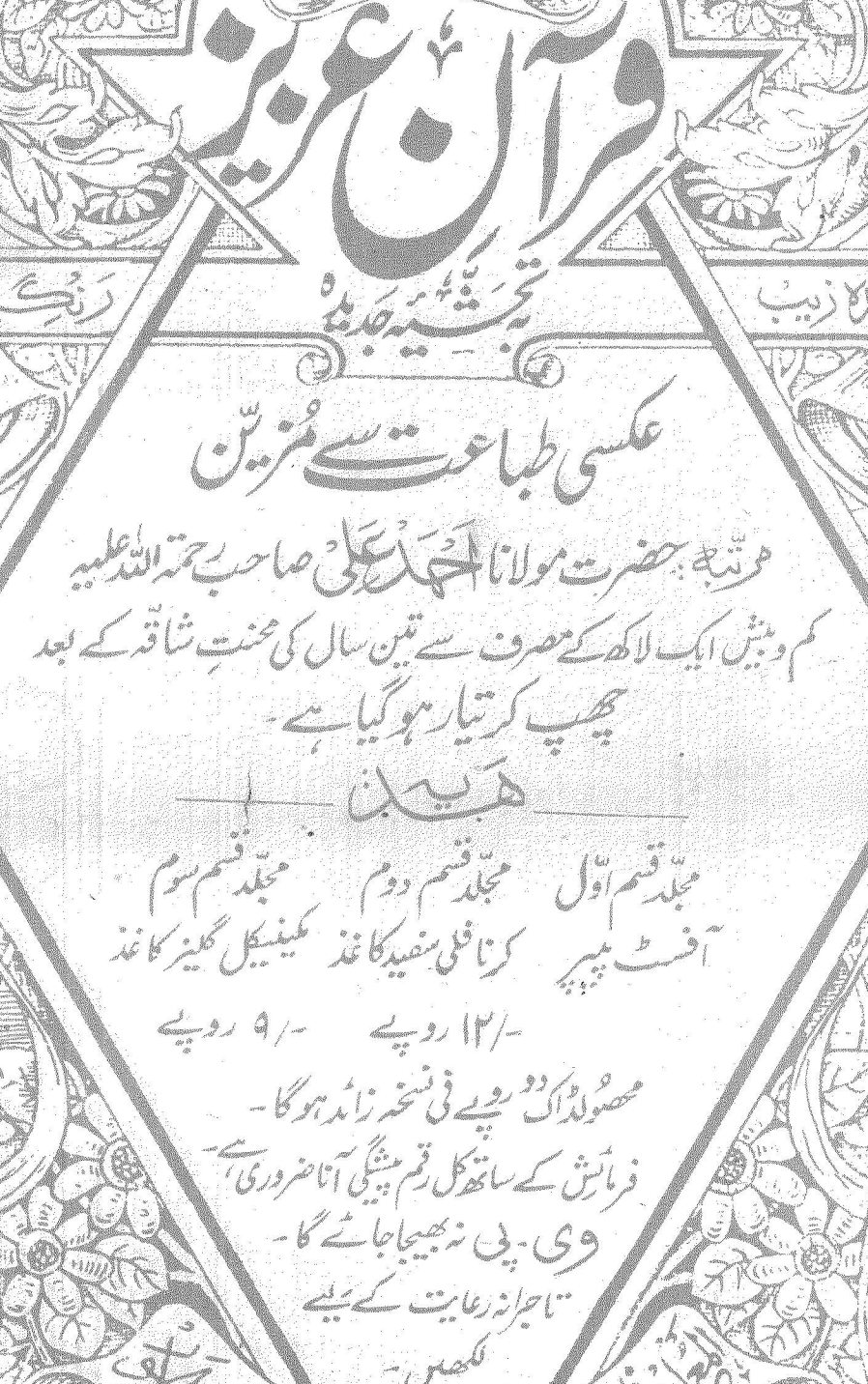
خدام الدین میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

فون نمبر ۴۹۷۶

صادق

صادق انجینیئرنگ ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ محمد عثمان غنی ایم اے

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵ روپے محصولڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا